شکنتلا

کشن چند زیبا

اس مصنّف کے دیگر ڈرامے

گریجویٹ مزدور	1—8—0
بیوی اور بیوا	1—4—0
مرلی منوہر	1—8—0
دُھرو بھگت	1—8—0
دان ویر کرن	1—8—0
نویں بھارت	1—0—0
کایا پلٹ	1—0—0
شکنتلا	1—4—0
دیش دیپک	—12—0

پبلشرز

لاجپت رائے اینڈ سنز تاجرانِ کتب
اُردو بازار دہلی

تعداد ۱۰۰۰
بار دوئم
قیمت 1/4

التماس

ناظرین! یہ ناچیز تحفہ آپ کی خدمت بابرکت میں بجز و نیاز کے ساتھ حاضر
ہے۔ اچھا ہے یا بُرا۔ اس کا اندازہ کرنا آپ کے ہاتھ ہے۔ کوئی نئی ایجاد نہیں
کہ علمی سمندر میں تلاطم پیدا کر دے۔ کوئی نیا مضمون نہیں۔ کہ ناظرین کی خاص
دلچسپی کا باعث ہو۔ مضمون صدیوں کا پُرانا ہے۔ البتہ زبان دانی کا نیا لباس
پہنا دیا ہے۔ طبیعتوں کا مختلف رنگ ہے۔ ہر ایک کی جُدا پسند ہے۔ ہاں
اپنی سمجھ کے مطابق کان میں پڑے ہوئے لال کو نکال کر جوہری کے آگے رکھنا
سمندر کی خوفناک اور تاریک تہ سے موتی ڈھونڈ کر لانا غیر معمولی کام سہی اس پر
ناز نہیں۔ ناز اس بات پر ہے۔ فخر اس بات کا ہے۔ کہ ایک مشہور و معروف
مصنّف جس کی تصنیفات پر زمانہ فخر کرتا ہے۔ اُس کی ایک اعلیٰ تصنیف کو جو
ابھی تک اُردو دُنیا کے لئے آبِ حیات کے مانند اندھیری غار میں پڑی تھی
روشنی میں لایا ہوں کالیداس کا "شکنتلا ناٹک" کوئی غیر مشہور کتاب نہیں۔
سنسکرت میں ایک اعلیٰ پایہ کا علمی مجموعہ ہے۔ چند ایک ہندی مضمون

نگاروں نے اس کو ہندی الفاظ کا جامہ پہنایا۔ لیکن بدقسمتی سے مضمون میں وہ قدرتی رنگ نہ آیا۔ جس کی داد سنسکرت کے شاعر کالیداس کو ہی حاصل ہے۔ وہ شیرینی، وہ لطافت، وہ رنگت، وہ ملاحت، وہ جدت، وہ مضمون آفرینی کہاں۔ حسب لیاقت تھوڑی بہتی ہمت کی ہے۔ اس منزل تک پہنچنا تو نہایت ہی دشوار تھا۔ ہاں عرصہ سے شکنتلا کا خیال دامنگیر تھا۔ جی میں آگیا غبار نکالدیا۔ مال کھرا ہے۔ یا کھوٹا۔ موجود ہے۔ خریداروں کے مذاق کون جانے۔ اپنا فرض ادا کر دینا آدمی کا فرض ہے۔ کالیداس کے سنسکرت پلاٹ کو ویسے کا ویسا ہی رہنے دیا ہے۔ کیونکہ اس تصنیف سے مطلب اپنی لیاقت کا اظہار نہ تھا۔ بلکہ اردو دنیا کو جہاتما کالیداس کی طبع آزمائی سے انٹروڈیوس کرانا تھا اس میں میں نے کیا ہے محض طرز تحریر۔ وہ بھی بھدی۔ پرلے درجہ کی روکھی اور پھیکی کاش ہ سنسکرت زبان کی طرح اردو زبان بھی ہر پہلو سے مکمل ہوتی۔ اُن خیالات کو ادا کرنے کے لئے وسیع الفاظ ہوتے لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں۔ اُردو لشکر کو کہتے ہیں لیکن اس لشکر میں ہر قسم کے سوار موجود نہیں۔ خیر! جیسا بن آیا بھوجن تیار کر دیا۔ جس کو پسند آئے۔ کھائے۔ مجبوری کی کوئی بات نہیں۔ اور پھر میری گنتی۔ ملک کے اندر۔ اچھے اچھے فسانہ نویس۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ڈرامہ نگار۔ بڑھیا سے بڑھیا انشاپرداز ہیں۔ اس تحریر میں ایسی قابل خوبی نہیں۔ جو دلوں پر زور دار اثر پیدا کرے۔ ہاں البتہ تھوڑی سی محنت کی ہے۔ کہا ہے۔ کہ محنت کبھی ضائع نہیں جاتی۔ اس لئے اُمید ہے۔ کہ ناظرین پڑھ کر محظوظ ہوں گے۔

زیبا

منگلاچرن

(سوترد ہار اور نٹی کی پرارتھنا)

گانا

تن من سے بلہار۔ تری سرشٹی کے سرجن ہار
کر پائیں اپار۔ بے شمار۔ ہم پر لیل و نہار۔ تری کرتار
تھک کر گئے ہار۔ پایا نہ پار۔ نراکار۔ تن من
جگ کے بندے نر اور نار۔ بار بار ہیں تجھ پر نثار

۵

کرتی ہیں ہر باغ میں گن گان تیرے قمریاں
پھول سے دامن بھرے ہوتی نچھاور ڈالیاں
باغ میں ہیں پھول یا دل میں چھپے ارمان ہیں
تیری پوجا کے لئے سرشٹی کے سب سامان ہیں
تن من سے بلہار ....

سُوتر دھار: — آہا! ہرے بھرے درخت سُنہری چادریں اوڑھ رہے ہیں۔ ہوا ساون کے راگ گاتی ہے۔ بیلوں کو ڈالیوں پر جھُولاتی ہے (نٹی سے) پران پیاری! ذرا آنکھ اُٹھا کر اِس خوبصورت نظارے کو بھی دیکھو۔ دیکھو! ذرا جوبن اور پریم کی ایک ..... نئی اور دلفریب دُنیا کی سیر دیکھو۔ بن باغیچہ کیسا من بھاونا ہے۔ موسم کیسا سہاونا ہے۔ طرح طرح کے پھُولوں سے باغ کیسا مہک رہا ہے۔ ہری ہری گھاس پر چڑیوں کا گندلی رنگ انہیں پھولوں کی طرح دمک رہا ہے ؎

باغ اور اُس کے پھول ہیں سارے نکھار پر
آیا ہوا ہے کس طرح جوبن بہار پر

نٹی: — تو پران ناتھ! جس موسم میں قدرت کے زمزمے ہوا سے گونج کر ایسے لطیف معلوم ہوتے ہوں اس موسم میں دل کے اندر شیریں تصورات کی ترنگیں کیوں نہ اُٹھیں۔

سُوتر دھار: — لو دیکھو۔ سورج بھگوان کا رتھ بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا اب رجنی پتی (چاند) کی سواری کا انتظام ہو رہا ہے۔ اور ادھر دیکھو۔ یہ پردین گنی۔ دھنی اور مہاشے لوگ ناٹک شالا کی طرف شوق کی نگاہوں سے دیکھتے چلے آتے ہیں۔ جانتی ہو۔ یہ دلوں میں کیا خواہش رکھ کر لاتے ہیں۔

نٹی: — سوامی! یہ لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ آپ کے دوار پر گیان کی گنگا بہتی ہے۔ اس امرت کی میٹھی ندی سے دو گھونٹ بھر لینے کو آئے ہوں گے۔ ؎

وہیں پر بھنورے آتے ہیں جہاں گُل لہلہاتے ہیں!
جہاں روشن دیا ہو اُس جگہ پروانے آتے ہیں!

سُوتر دھار: — اب ان سجن لوگوں کی خاطر داری کرنا ہمارا دھرم ہے۔

نٹی :- ہاں ہاں۔ گیان پرشاد کی بارش سے سب کے خشک لبوں میں تری پیدا کیجئے۔ کوئی انوکھا ناٹک دکھلا کر اپنی ناٹک کلا کے جوہر درشا دیجئے۔

گانا

ہو ناٹک بھی کوئی ایسا جو بڑھیا اور نرالا ہو
زباں دانی ہو گی اور عطر مطلب کا نکالا ہو

سوتر دھار :- میری خواہش ہے۔ کہ آج اِن سبھاشوں کو شکنتلا ناٹک کے زمزمے سنائیں۔ سچی محبت اور فراق کے وہ دلفریب منظر دکھلائیں۔ جس سے آنند دونا ہو۔ مضمون لاکھوں میں نمونہ ہو۔ اخلاقی دلیری۔ عاشقانہ حسن پرستی۔ عشق و محبت کی گھاتیں۔ ناز و ادا کی باتیں۔ پورو جنم کے سنسکار قسمت کے چمتکار کو ناٹک کا لباس پہنائیں۔ حسن اور محبت کی دونوں صورتیں پیش کی جائیں۔

نٹی :- دونوں صورتیں کس طرح؟

سوتر دھار :- جس طرح پھول میں بھی حسن ہے۔ شعلہ میں بھی حسن ہے۔ پھول میں طراوت اور مہک ہے۔ شعلہ میں سوز اور چمک ہے۔ پھول پر بھنورا اڑ اڑ کر رس لیتا ہے۔ شعلہ پر پروانہ جل کر جان دیتا ہے۔ مضمون ایک ہے۔ مگر صورتیں دو ہیں۔

نٹی :- تو ہمیں کیا آگیا ہے؟

سوتر دھار :- چونکہ ناٹک پریم کے رنگ میں رنگا ہے۔ اس لئے خوش انداز پوشاکیں پہنکر آؤ۔ اور پریم کی لیلا دکھاؤ۔

گانا

ہے اپار پریم کی لیلا۔ ہے پریم بڑا بلوان

سب گرد پریم گن گان
مُنیوں کے من کو موہے
رشیوں کو پریم سوہے
سب چیزوں میں پردھان ہے پریم بڑا بلوان

۵

اسی سے کرشن نے قابو کیا زور آوروں کو
اسی سے رام نے بس میں کیا تھا بن چروں کو
اسی سے میراں بائی نے کیا تھا کرشن کو شیدا
اسی سے بھگت لوگوں نے کئے اوتار ہیں پیدا
اسی پریم کے سہارے ہوتے ہیں کاج سارے
ہے پریم بڑا بلوان ! سب کرو گن گان !
اِس سے سنسار ہوا ہے پرتھوی اودھار ہوا ہے
یہ پریمی جنوں کی آن ! ہے پریم بڑا بلوان !

شکنتلا

(ناٹک)

ایکٹ پہلا — سین پہلا

(دکھاوے جنگل)

{ دُور دراز جنگل ۔ خوش اندام جامن کے بن جن کی گود میں جنگلی جانوروں کے غول کللیں کر رہے ہیں ۔ راجہ دُشنیت اپنے رتھ پر سوار معہ رتھ بان ہرن کے تعاقب میں داخل ہوتا ہے۔ }

دشنیت:- سارتھی ! دیکھو ۔ ہرن بھی کیا خوبصورت اور پیارا ہے۔ گویا پرماتما نے اِس جنگل کی خوبصورتی پر چار چاند لگانے کے لئے اِس خوشنما ہستی کو زمین پر اُتارا ہے۔

سبھارتھی :- آنکھوں میں دو روشن ناچتے ہوئے ستاروں کی طرح جادو کی تاثیر ہے۔ ہرن کیا ہے۔ کام دیو کی ایک من موہنی تصویر ہے۔
دشمینتا :- اس کے نرم و نازک سازِ زندگی سے ایک سُریلی آواز پیدا ہوتی ہے دیکھتے ہی رُوح اپنی تمام طاقتوں کو ساتھ لے کر ہزار جان سے شیدا ہوتی ہے۔
سبھارتھی :- ملاحظہ فرمائیے۔ اب ہمارا رتھ بھی اس کے عین قریب ہے۔
دشمینتا :- تو آج وہ ایک دلاور چھتری کے تیر سے مرے گا۔ اس لئے خوش نصیب ہے۔ تم رتھ کو ذرا تیزی سے چلاؤ۔ میں اس پر اپنا تیر چلاتا ہوں۔

وہ تیر کی تیزی سے بھی چلنے میں سوا ہے
اور تیر میرا تیر نظر مثل ہوا ہے

آواز :- ایسے کرودھ میں مت آیئے۔ ہرن پالتو ہے۔ بان مت چلایئے۔

یہ بھی دل رکھتا ہے دل اس کا کرو مت چاک تم
خون سے اس کے نہ دامن کو کرو ناپاک تم

(ایک تپسوی کا مع دو چیلوں کے داخل ہونا)

تپسوی :- اے راجن! جس ہرن پر آپ اسقدر گرمائے ہیں۔ جس ہرن پر آپ کا زہری تیر بجلی کی طرح گرنے کے لئے تڑپتا ہے۔ جس خوبصورت ہرن کو دیکھ کر آپ کے مُنہ میں پانی بھرتا ہے۔ وہ ہرن تو آشرم کا پالا ہے۔

ایک پھلواڑی میں جیسے ہل چلانا پاپ ہے

جس طرح ایک دیو مندر کو گرانا پاپ ہے
اس طرح ایسا ارادہ دہارنا واجب نہیں
ایسے پیارے ہرن کو بھی مارنا واجب نہیں

چیلا نمبر ۱:- آیش مان! بے گناہ پر تلوار چلانے سے دہرم کا نقصان ہوتا ہے تلوار کیسی ہی جوہر دار ہو۔ پہاڑ پر لگ کر اس کا بھی زیاں ہوتا ہے۔ راجاؤں کے دلوں سے دہرم کا احساس فنا نہیں ہونا چاہیئے۔ راج نیتی کا بیڑا ان پاپ روپی تھپیڑوں سے تباہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جس طرح ایک آدمی کو جان پیاری ہے۔ اسی طرح ایک جانور کو بھی اپنی جان عزیز ہے۔ پھر اس کا کوئی قصور نہیں۔ آپ ہی بتلایئے۔ آپ کا یہ کام کیا انصاف سے دور نہیں؟

خون اس کا پیاس بھی کچھ دور کر سکتا نہیں
ماس سے اس کے کسی کا پیٹ بھر سکتا نہیں
یہ کسی کے باغ باڑی میں سے کھاتا تو نہیں
یہ کسی کو تنگ کرتا یا ستاتا تو نہیں

چیلا نمبر ۲:- ہے پرتھوی پتی! راجہ کا دہرم ہے۔ کہ پرانی ماتر کی حفاظت کرے۔

تپسوی:- ہے نریش! تاریک دل میں بھی کہیں کہیں دھرم کی دھندلی روشنی چھپی رہتی ہے۔ اور آپ تو دھرم کے آفتاب ہیں۔ دھرم کرم یگیہ دان میں لاجواب ہیں۔ دھرم کا گلا مت گھونٹو۔ راج نیتی کو حرص اور خود غرضی کا نوالہ نہ بننے دو۔ نفسانی لذتوں کا حظ اٹھانے کی غرض سے خواہش پر خواہش لاد کر اور ایک آرزو پر دوسری آرزو پیدا

کر کے ہمیشہ دنیاوی مسرتوں کے پیچھے بھٹکنا گیانی کا کام نہیں چور کے ڈر سے ساہوکار کو ہی مار ڈالنے کی کوشش کرنے کا نیک انجام نہیں۔ ایسے خیالوں اور کاموں سے انسان کی ستوگنی رغبتیں تباہ ہو جاتی ہیں جو دن بدن اُس کو تباہی کے غار میں گراتی چلی جاتی ہیں۔

دوسروں کو رنج دینا اپنی عشرت کے لئے
پاپ اور اتنا بڑا۔ کیا تھوڑی لذّت کیلئے
دوسروں کا ہو بُرا۔ اپنی بھلائی کے لئے
ہیں تباہی کے یہ ساماں بادشاہی کے لئے

چیلا نمبر ا:۔ مہاراج! اگر کوئی شیر ہو تو اس کا شکار کر کے پرجا کو اُس موذی کے پنجے سے بچایئے۔ خونخوار دشمن ہو۔ تو اُس کا سر اُڑایئے۔

لیکن نہیں ہے اس کی تباہی کا فائدہ
ناحق مریں غریب تو شاہی کا فائدہ

تپسوی:۔ اور پھر اگر اس ہرن نے بھی آپ کی پرجا کو کسی طرح سے ستایا ہو۔ یا کوئی اور نقصان کر کے چلا آیا ہو۔ تو سچ مچ یہ گنہگار ہے۔ اور اس کے مارنے کا آپ کو پورا پورا اختیار ہے۔ نہیں تو تھوڑی دیر کی لذّت کے لئے اتنی بڑی خوبصورت زندگی کو برباد کرنا بڑا بھاری قصور ہے۔ اور آپ کسی دلیل کو نہ مان کر اِس کو مارنا ہی چاہیں۔ تو یہ پھر یہ بے زبان مجبور ہے۔

بس نہیں چلتا جہاں پر موت کا!

بے زباں کی اس جگہ اوقات کیا
اس کے خون سے جی بہلتا ہے اگر
کر لو جی ٹھنڈا تم اس کو مار کر

دشنیت:۔ مہاتمن! میں آپ کے اُپدیش سے متاثر ہوا۔ آج آپ نے میرے دل پر نقش کر دیا۔ کہ جاہ اور ثروت۔ کمال اور شہرت خوشی اور عشرت سب سفلی اور مادی ہیں۔

تپسوی:۔ ہے راجن! نفس کے ناز بردار اس قابل نہیں۔ کہ دنیا اُن کے سامنے سر جھکائے۔ پرانی ماتر کا پریم ہی وہ صفت ہے جس کے آستانے پر جاہ و حشمت سے بے نیاز سر بھی جھک جاتے ہیں۔ یہی وہ طاقت ہے۔ جس کے زور سے غرور میں اُمڈے ہوئے طوفانی دریا بھی رُک جاتے ہیں۔ کسی کا دل دُکھانا کھوٹا کرم ہے۔ اہنسا ہی پرم دھرم ہے۔

گانا

کسی دل جلے کا جلانا بُرا ہے!
کسی کے بھی دل کو دُکھانا بُرا ہے
غریبوں کی آہوں سے ڈرتے رہو تم
غریبوں کو ناحق ستانا بُرا ہے

دشنیت:۔ اے ایکانت میں بیٹھنے والی آتما۔ تم دھنیہ ہو۔ کہ غرور کے پتلے بھی تمہارے پیروں کی دھول کو ماتھے پر چڑھاتے ہیں۔ دشنیت جیسے دلاور راجے بھی تمہاری شرن میں آتے ہیں۔

(چرنوں میں گرنا)

چیلا نمبر ا:۔ تمہاری جے ہو۔

تپسوی :- تمہارے چکرورتی پتر ہوں۔
دشینت :- برہمنوں کا حکم سر آنکھوں پر
تپسوی :- راجن! ہم یگیہ کی سامگری لینے جاتے ہیں۔ آگے مالنی کے کنارے گورو کنو کا آشرم ہے۔ فرصت ملے۔ تو وہاں جا کر اتیتھی ستکار لیجئے۔ وہاں تپسوی لوگوں کے دھرم کارج بے کھٹکے ہوتے دیکھ کر آپ بھی جان جائیں گے کہ میرے اس زور بازو سے جس میں ہزار ہا شیروں کا بل ہے۔ کتنے ہی مہاتماؤں کی رکشا ہوتی ہے۔
دشینت :- کنو رشی آشرم میں موجود ہیں یا نہیں؟
تپسوی :- وہ اپنی بیٹی شکنتلا کو مہمان نوازی کی آگیا دے کر اُسی کی گرہ شادور کرنے سوتم تیرتھ کو گئے ہیں۔
دشینت :- ابھی ہم آشرم کا درشن کریں گے۔ نمسکار۔ نمسکار۔ نمسکار (تپسوی و چیلوں کا ایک طرف سے اور دوسری طرف سے دشینت کے رتھ کا جانا)

(ٹرانسفر)

ایکٹ پہلا سین دوسرا

کنو آشرم کا باغیچہ

(شکنتلا۔ پریمدا۔ انوسویا و دیگر رشی بالاؤں کا آنا اور گانا)

(گانا)

کیسی گلشن کی کیاریاں - نیاریاں پیاریاں - ڈار ڈار پھولن کے ہار سے کئے سنگار -

کیسی ....

رگ رگ میں ہر اک پھول کے خوشبو سما رہی
بادِ صبا ہے بوٹوں کو جھولا جھلا رہی
انمول بن کے بوٹے
اچھی سما گیہ دان ٹوٹے
پیاری ہیں گلکاریاں - کیسی ......

(دشینت کا آنا)

دشینت:- (خود سے) یہ تپسویوں کی کنیائیں ہیں - کیسی سنوہر صورتیں - کیسی تیکھی نگاہیں ہیں - رنواس کی رانیوں میں یہ خوبصورتی یہ نزاکت یہ جوبن کہاں؟ سچ ہے - پھول کی خوشبو ہم گھر میں بھی لے سکتے ہیں - مگر سیر باغ کا لطف کچھ اور ہے -

جوبن ہزار جان سے ہوتا نثار ہے
اک سادگی میں لاکھ بناؤ سنگار ہے

شکنتلا:- آہا! وہ بھی جگہ ہے - جو انسان کی نگاہِ حیرت کو کھولتا یا کرتی ہے - اسی کے نظارے سے آنکھوں کی موٹی تہ ڈھل کر قدرت کی صفائی نظروں میں نکھرتی ہے - ہوا کی مست لپٹیں چاروں طرف سے اُمڈ کر یہیں آن کر سمٹ جاتی ہیں - سہادنے سبزہ زار کی خوبیاں سرشٹی کی خوبصورتیوں پر چار چاند لگاتی ہیں -

س

پون (ہوا) کے سرل جھونکوں سے یہ پودے لہلہاتے ہیں
یہ پیارے پیارے کومل پھول کیسے دِل کو بھاتے ہیں

(بوٹوں کو پانی دیتی ہے)

انوسویا۔ سکھی! شاید تمہارے پتا کنو کو آشرم کے بیل بوٹے تجھ سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ اسی لئے تمہارے ذمہ ان کو سینچنے کا کام دے رکھا ہے کہاں اس بھاری گگری کی موٹائی اور کہاں یہ نازک کلائی۔

س

یہ گجرے پھول کے بھی جس پہ ہے بار گراں ہوکر
جھکے جاتے ہیں دونوں ہاتھ گل کی ڈالیاں ہوکر

شکنتلا:۔ ہے انوسویا۔ یہ صرف پتا جی کی آگیا ہی نہیں۔ بلکہ اِن بیل بوٹوں پر میرا بھی بڑا پیار ہے۔ س

رہتی ہے بیروں کلی یہ دِل کی مرجھائی ہوئی
دیکھ لوں گر ان کو ایک پتی بھی کملائی ہوئی
لوٹ جاتی ہے طبیعت پیڑ جلتے دیکھ کر!
پھول سی کھِل جاتی ہوں میں پھول کھِلتے دیکھکر

دشینت:۔ (خود سے) تو بھی وہ رشی بڑا ہی پتھر دل ہوگا۔ جس نے اِس سکماری کو ایسے سخت کام میں لگایا ہے۔ درختوں کی بھدّی چھال کا پیرہن پہنایا ہے۔ ایسی سندری کو تپسونی بنانا ایسا ہے۔ جیسے پنکھڑی پر چھُری چلانا۔ ظلم ہے۔ پُرانے پتوں سے نئے پھول کو ڈھانپ رکھا ہے۔

سے

کہاں بن کی کٹھن بھومی کہاں نازک بدن اِس کا
نہیں کچھ کم سُریلے سے رنگِ سُخن اِس کا
ہاں مگر۔ کمل کے پھول پر بعض مرتبہ کائی بھی خوشنا لگتی ہے۔
پورنماشی کے چاند میں کالی لکیر بھی کھلتی ہے۔

سے

خوبصورت کو سب سہاتا ہے
چاند زیور بناں ہی بھاتا ہے

پریمدا:۔ سکھی! دیکھو دیکھو وہ دوپٹہ گرا جاتا ہے۔
انوسویا:۔ دوپٹہ کیا کرے جب جوبن ہی پھوٹ کر باہر آتا ہے

سے

اکیلے کا کہیں دو سرکشوں سے زور چلتا ہے
دوپٹہ لاکھ سینے پہ سنبھالے کب سنبھلتا ہے

شکنتلا:۔ (پیڑوں کو سینچ کر) دیکھو بہن۔ یہ سادھوی لتا۔ اس کے پھولنے کے دن بھی نہیں آئے۔ تو بھی جڑ سے چوٹی تک کس طرح کلیلں سے لد رہی ہے۔ بے وقت ہی پھول گئی ہے۔

پریمدا:۔ شگن تو اچھا ہے۔ اس کے بھروسے سے میں کہے دیتی ہوں۔ کہ تجھے اچھا ور ملے گا۔ اور تھوڑے دنوں میں تیرے ہاتھ لگے گا

شکنتلا:۔ آج تجھے کیا سوجھی ہے!

پریمدا:۔ ہنسی مت جانو۔ ایک مرتبہ تمہارے پتاجی کو بھی ایسا ہی کہتے سنا ہے۔

دشنیت :۔ (خود سے) انچنبے ہوا۔ کہ یہ رشی کی بیٹی سجاتی استری تو نہیں ہے لیکن یہ شک فضول ہے۔ اس پر جو میرا جی آیا ہے۔ یہ ضرور کسی چھتری کے بیاہنے کے لائق ہے۔ سجنوں کے دل میں جب کبھی سوبھرم اُٹھتا ہے۔ وہ فوراً ہی دل کی بھاونا سے مٹ جاتا ہے۔ میرا دل اس کے بس میں ہوا۔ ضرور یہ برہمن کی بیٹی نہیں۔ اس کی اصلی اور سچی داستان سُننی چاہیئے۔

شکنتلا :۔ ا.... یہ ڈھیٹ بھنورا نئی چیلی کو چھوڑ کر میرے ہی چہرے پر بار بار گونجار کرتا ہے۔

پریمدا :۔ تو کیا ہرج ہے۔ پیاری جان کر پیار کرتا ہے۔

دشنیت :۔ (خود) بھنورا بھی کتنا خوش نصیب ہے۔ کان چنچل آنکھوں کی کور کو چھُوتا ہے۔ کانوں کے پاس اس شوق سے جاتا ہے۔ گویا کسی رہسے کا پیغام سُناتا ہے۔ جب تک وہ ہاتھ اُٹھاتی ہے۔ یہ امرت بھرے ہونٹوں سے رس لے جاتا ہے۔

شکنتلا :۔ یہ موا نہ مانے گا۔ اب یہاں سے چلوں (ذرا ہٹ کر) یہاں بھی پاپی نے پیچھا نہ چھوڑا۔ سکھیو۔ چھڑاؤ۔ آؤ۔

پریمدا :۔ ہم کیا چھڑا لیں گی۔ راجہ دشنیت کی دہائی دے۔ جو تپو بن کا رکھوالا ہے۔

دشنیت :۔ (خود) اب ظاہر ہونے کا اچھا موقعہ ہے۔ (ظاہر) ڈرو مت ڈرو مت (ہٹ کر در پردہ) اس سے تو کھل جائے گا۔ کہ میں راجہ ہوں۔ معمولی مسافر بن کر ان سے اتیتھی ستکار مانگوں۔ بات چیت کرنے کا یہی ذریعہ کارگر ہوگا۔ آہا۔ کیسا ہی پیارا جوبن ہے۔ ۵

کیسا ہی رنگ پھوٹ کے نکلا شباب کا
گویا چمن میں پھول کھِلا ہے گلاب کا

شکنتلا: سکھی دیکھو۔ یہاں بھی اس نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ ڈھٹائی سے منہ نہ موڑا۔ بچاؤ۔ یہ پاپی مجھے ستا رہا ہے۔

دشینت: (پھر ظاہر ہو کر) جب تک پاپیوں کو سزا دینے والا پورو ونشی اس پرتھوی کا رکھوالا ہے۔ تب تک رِشی کنیاؤں کو کون دُشٹ ستانے والا ہے (شکنتلا کے پاس جاکر) ہے کامنی! تیرا تپو برت تو سپھل ہے۔

(شکنتلا کا شرما کر نیچی نگاہیں کر لینا)

انوسویا: آپ جیسے مہان آئیں۔ تو تپو برت کیوں نہ سپھل۔ آؤ مہاتما پدھارو۔ جاؤ سکھی پھل پھول بھینٹ کو لے آ۔ چرن دہونے کے لئے جل بھی ندی سے لے آ۔

دشینت: تمہارے میٹھے بول سُن کر ہی کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا (در پردہ) ٹھنڈا تو کس کا

ہ

گرمی سے رُخ کی یوں دل دیوانہ جل گیا
شعلے سے جیسے شمع کے پروانہ جل گیا

پریمدا: شکنتلا بہن! دیکھ تو کیسا مسافر آیا۔ رنگ میں نزاکت کے ساتھ خوشنمائی اور زبان میں مٹھاس کے ساتھ خوش ادائی ہے۔ سب بڑے آدمیوں کے سے اطوار ہیں۔ کچھ اور ہی آثار ہیں۔

انوسویا: ہے آریہ پتر۔ تمہاری باتوں اور بشرے سے ٹپکتا ہے کہ تم راجکمار ہو۔ کہو۔ کس ونش کے سنگار ہو؟

دشینت :- (در پردہ) گویا کسی نے دل کو زنجیروں سے کس لیا۔ تیز نگاہ نے گھائل کر دیا۔ پیاری ذرا ادھر تو دیکھو۔

گانا

تیغ ادا کو دیکھو دل کی سپر کو دیکھو
تیر نگاہ کو دیکھو میرے جگر کو دیکھو
دیکھو نہ آئینے میں اپنی نظر کو دیکھو
حالت ہے کیا ہماری پہلے ادہر کو دیکھو

انوسویا :- شریمان! کچھ جواب نہ دیا۔ کہو۔ اِس بن میں کیسے آنا ہوا؟

شکنتلا :- (خود) اے دل صبر کر۔ انوسویا نے تیرے ہی مطلب کی بات کی۔

دشینت :- (خود) اب ظاہر ہو جاؤں۔ تو مشکل۔ نہ ہوں تو بھی مشکل۔ ہو سو ہو۔ بات کرنے کا تو بہانہ ہے۔ مطلب تو دل بہلانا ہے (ظاہر) ہے دیویو! میں پورو ونش راجہ کے نگر کا نواسی ہوں۔ پورو ونشوں نے مجھے راج کا کام کاج سونپ رکھا ہے۔ اس لئے آشرم کے درشن کو آیا ہوں۔ (خود)

گانا

بدقسمتی سے طور ہی بے طور ہو گیا
آئے تھے اور کام کو کچھ اور ہو گیا
مرضی سے جا رہا تھا یہ طائر اڑا ہوا
کیا تھی خبر کہ جال ہے نیچے بچھا ہوا

انوسویا :- (شکنتلا سے) آج کنوپیاں ہوتے۔ تو اِس مہمان کی اور ہی طریقے سے پہنائی کرتے۔

دشینتا :۔ تم نے میرا حال تو پوچھ لیا۔ اب اپنی سکھی کا حال کہو۔ کنو رشی تو برہم چاری ہیں۔ تمہاری سکھی ان کی بیٹی کیونکر ہوئی؟

انوسویا :۔ اس کی تو کشک ونش میں وشوامتر سے اوپتی ہے۔ کنو رشی نے لڑکپن سے پالا۔ ان کو پڑی ملی تھی۔ ایسی ہی دیو کی گتی ہے

دشینتا :۔ پڑی پائی تھی۔ یہ کیسے؟ میرا یہ شک بھی مٹا دو۔

انوسویا :۔ وشوامتر نے جب اگر تپ کیا۔ تو دیوتاؤں نے تپ سے ڈگانے کی نیت کر کے مینکا نام اپسرا کو بھیجا۔ مینکا کی موہنی صورت دیکھ کر وہ ہوا۔ جو کچھ آپ کے سامنے ہے۔

دشینتا :۔ بس سمجھ لیا۔ شکنتلا چھتری کی بیٹی اپسرا کے گربھ سے ہوئی ہے (در پردہ) اب میری مراد بر آنے کے آثار نظر آ گئے۔ دشینت! اب تم یہی کے ہو رہے۔

جائے کیونکر تیری محفل سے یہ دیوانہ کہیں
شمع کو چھوڑ کر جاتا نہیں پروانہ کہیں

پریمبدا :۔ کیا اور بھی پوچھو گے۔

دشینتا :۔ ہاں یہ تو بتاؤ۔ تمہاری سکھی بیاہ بھی کرے گی۔ یا سدا اپنی سی آنکھوں والی ہرنیوں کے ساتھ کھیلے گی؟

پریمبدا :۔ یہ تو بیچاری پربس ہے۔

انوسویا :۔ کنو رشی کا سنکلپ ہے۔ کہ اس کے لائق ور ملے گا۔ تو بیاہیں گے۔

دشینتا :۔ لائق ور ملنا تو محال ہے (در پردہ) اے دل تو اب اس کو حاصل کرنے کی آرزو کر۔ تیرا شک رفع ہو گیا۔

آگ سمجھا تھا جسے وہ تو گلے کا ہار ہے
بے بہا موتی یہ پانے کا تو ہی حقدار ہے

شکنتلا:۔ انسو یا! تو مجھے یہاں ٹھہرنے نہ دے گی لے میں یہ گئی۔
پریمودا:۔ ناجی پہلے اپنا وعدہ پورا کرو۔ دو پیڑ باقی رہ گئے۔ ان کو سینچ کر پھر چلی جانا۔
دشینت:۔ بس اور زیادہ اپنی سکھی کو دکھ مت دو۔ ذرا دیکھو۔ تو گھڑا اٹھاتے اٹھاتے تھک گئی۔ بازو ہار گئے ہتھیلی لال ہو گئی۔ چھاتی دھکدھاتی ہے۔ چہرے پر پسینے کی ندی بہی چلی جاتی ہے۔
شکنتلا:۔ (دریدہ) اپنے قابو میں رہی۔ تو پیارے کی ان باتوں کو کیا بھول جاؤں گی۔ چھاتی بوجھ اٹھانے سے تو نہیں دھڑکتی (چھاتی پر ہاتھ رکھتی ہے) بلکہ اس لئے دھک دھک کرتی ہے۔ کہ نہ جانے۔ اس محبت کا انجام کیا ہو۔

۵

اب یہاں کہتے ہیں کیوں ہاتھ تیرا رکھا ہے
دل تو ہم لے گئے اب سینے میں کیا رکھا ہے

دشینت:۔ (خود) جس طرح میرا دل اس سے الجھا ہے۔ ویسے اس کا دل بھی مجھ سے اٹکا ہے۔ یہی مراد برآنے کی نشانی ہے۔ ضرور اس پری کو حاصل کروں گا۔ اب یہی جی میں ٹھانی ہے۔
آواز:۔ ہے تپسویو! آشرم کے جیووں کی رکشا کرو۔ متوالا ہاتھی دگن کی موتی بنکر آرہا ہے
دشینت:۔ میرے ہوتے کوئی دکھن نہیں ہو سکتا۔

انو سویا:۔ بس جی ہمیں تو متوالے ہاتھی سے ڈر لگتا ہے۔ آگیا دو۔ تو کٹیا میں بھاگ جائیں۔

دشینت:۔ میں کھڑا ہوں۔ بے دھڑک چلے جاؤ۔

شکنتلا:۔ سکھی میری تو (اوئی) پسلی میں درد ہوتا ہے اہ۔۔۔ یہ تو پیر میں کانٹا بھی چُبھ گیا۔ یہ لے واڑ میں آنچل الجھ گیا۔ (اسی بہانہ سے دشینت کو دیکھ لیتی ہے)

انوسویا:۔ بہت خوب! پسلی میں درد کیوں نہ ہو۔ تیرِ نظر کا گھاؤ بھی تو بُرا ہے۔

پریمبدا:۔ اور کانٹے کی ایک ہی کہی سکھی اُسی تیر کا ٹکڑا ٹوٹ کر اندر رہ گیا ہوگا۔

انوسویا:۔ اور آنچل تو اب محبت کی باڑ سے الجھ ہی گیا۔

شکنتلا:۔ اری جاؤ۔ میں تو مرتی ہوں۔ ان کو مذاق سُوجھا ہے۔

پریمبدا:۔ مہاراج! جیسی خاطر داری آپ کی ہونی چاہیئے۔ ویسی نہیں ہوئی کبھی پھر بھی فرصت ملے۔ تو درشن ضرور دینا۔

گانا (سب کا)

پردیسی رے۔ نہ ہم آنکھ چُرانا
کبھی پھر درشن دکھلانا رے دِکھلانا۔ نہ ہم سے
نین چکور چندر رکھ ترسیں۔ دن رین گھٹا سم برسیں
برہا میں نہ تڑپانا۔ کبھی پھر درشن
بھولی بھالی صورت تمری بسی سکھی کے من میں

اک بار سنیں گے پھر بھی ہم بول تمہارا بن میں
پھر کبھی بھول کر آنا پھر......
کالے کالے نیناں والے
بال تیرے گھنگھر والے۔
بان نین کا مار کلیجے تم کر چلے دیوانہ
کبھی پھر درشن ......

(شکنتلا وغیرہ کا جانا)

دشنیت:۔

کچھ ایسا کر گیا مدہوش جانا مجھ کو جاناں کا !
نہ جس کو ہوش ہے دل کا نہ دل کو ہوش ہے جاں کا

وہ تو گئی۔ اب میں کہاں جاؤں۔ بس یہی تجویز ٹھیک ہے۔ کہ ساتھیوں کو راجدھانی کی طرف روانہ کر دوں۔ اور آپ اسی پتوبن میں اپنا بسیرا کر لوں۔

حالت نہ کیوں ہو غیر دلِ بے قرار کی
آنکھوں کے آگے پھر رہی ہے تصویر یار کی

ایکٹ پہلا پردہ تیسرا

راستہ جنگل

(دشنیت کے دوست ماڈھویہ کا داخل ہونا)

مادھویہ :- سب سے اچھی تنہائی نہ کتا دیکھے نہ بھونکے۔ سب سے برا عشق کہ سب کچھ لٹا جانے پر بھی نہ چونکے ؎

عشق کی جس پر عنایت ہو گئی!
ہوش زائل عقل رخصت ہو گئی

ہمارے راجہ صاحب آئے تھے۔ بن میں کھیلنے شکار۔ مگر واہ رے قسمت کی خوبی۔ خود آپ ہی شکار ہو گئے۔ ایک تپسونی کے عشق میں بے قرار ہو گئے۔ واہ واہ اچھے شکاری بنے۔ گرے بھی تو پہاڑ میں اور ہم شہروں کے رہنے والے ناحق لٹک رہے اجاڑ میں۔ ہم بھلا تازی چپڑی مصالح دار کھانے والے کہاں۔ یہ جنگل کی فاقہ مستی آٹا گیلا اور دال سستی۔ آہا۔ کہاں گھر میں وہ بیوی جان کا کچوریاں تلنا۔ وہ گرم گرم پھولے پھولے سموسوں کا کڑاہ سے نکلنا پھر کڑاہ سے نکل کر کھٹوتے میں پڑنا اور ہمارا بڑھ بڑھ کر ہاتھ دکھانا اور لپک جھپک سے کھانا۔ مگر ہائے ہائے جب سے اس شکاری راجہ کی دوستی میں پھنسے۔ بس خالی چشم خیال میں گھر کی نعمتوں کی تصویر بنا جچی ہے۔ اور پیٹ دیٹ خاک نہیں بھرتا۔ دنوں تک جنگل میں باسی کچا سڑا سو کھا مانس کھانے کو ملتا ہے۔ کمزوری سے بدن کا انجر پنجر ہلتا ہے۔ اچھا دوست کی خاطر سر آنکھوں پر ؎

یار کی خاطر تو ساری سختیاں جھیلیں گے ہم
پڑ گیا گر جان پر بھی کھیلنا کھیلیں گے ہم

لو وہ آیا۔ بن کے پھولوں کی مالا پہنے ذرا بہانہ کر کے کھڑا ہو جاؤں (لاٹھی کے سہارے کھڑا ہو جاتا ہے۔)

دشینت :- آکر ؎

ایسی دلدوز حسینوں کی پلک ہوتی ہے ۔ سانس لینے سے کلیجے میں کھٹک ہوتی ہے
ہاں! آگ تو دونوں طرف برابر لگی ہے۔ مگر قسمت ابھی تک نہیں
جگی ہے۔

دل کا آنا بھی دنیا سے گذر جانا ہے۔ ؎

جی کے لگ جاتے ہی جی تن سے ہمارے نکلا۔ جی لگانے کا تھا ارماں سو بارے نکلا
وہ پیاری کا مسکرانا۔ رسانا۔ شرمانا۔ جھاڑ میں ساڑھی کا الجھنا۔ پاؤں
میں کانٹے کا چبھنا۔ پسلی میں درد کا اٹھنا تو ایک بہانہ تھا۔ اپنی
ہمجولیوں کو عشق روپ دکھانا تھا۔ جیسے تھوڑی سی بارش ٹھنڈک
کی جگہ اور بھی اُمس پیدا کر دیتی ہے۔ اِسی طرح تھوڑی دیر کی ملاقات
نے ملنے کی خواہش کو اور بھی بھڑکا دیا ہے۔

ماڈھویہ:۔ مترا میرا ہاتھ نہیں اٹھتا۔ اس لئے زبان سے ہی آشیرواد کہتا ہوں
دشینت:۔ دوست! یہ رنگ میں بھنگ کیسے؟
ماڈھویہ:۔ واہ آنکھ میں انگلی چبھو کر پوچھتے ہو۔ کہ آنسو کیسے۔ ذرا
اپنے دل سے پوچھو۔

؎

کہاں کہاں ہے تیرا عشق رنگ لائے ہوئے
شفق کے خون سے ہے شامِ غم نہائے ہوئے

دشینت:۔ تمہارا مطلب میں نہیں پایا۔
ماڈھویہ:۔ کیوں پانے لگے۔ اس کی وجہ موجب بھی تو تم ہی ہو۔
راج کاج کا خیال چھوڑ کر رنواس کو بھول کر یہاں جنگل میں ہرنوں کے
پیچھے پڑے ہو۔ اس دوڑ دھوپ میں میرا تو کچومر نکل گیا۔ اب اپنے

دیوتا کے واسطے۔ بھگوان کے واسطے ایک دن کے لئے آرام سے بیٹھنے دو۔

دشینت:۔ دوست! بھلا اب کیا میں اس تیر کو پیاری کی عزیز ہرنیوں پر کیسے چلا سکتا ہوں۔ کیا میں پریہ کے اس شغل کو مٹا سکتا ہوں۔

ماڈھویہ:۔ تو اب کیا کرو گے؟

دشینت:۔ اب تو خود ہی اس کی نگاہوں کے تیر اور آبروؤں کی تلوار سے بچنے کی فکر ہو رہی ہے۔ دوست!

ہے عجب تاثیر عشق آبروئے خم دار کی
درد بھی اُٹھ کر دکھاتا ہے چمک تلوار کی

ماڈھویہ:۔ تم کیا عشق کو معمولی شطرنج کا سا مشغلہ سمجھتے ہو۔

غرق ہو بحر محبت میں جو ہے طالب یار
کہ نہ موتی کبھی دریا کے کنارے نکلا

دشینت:۔ ہاں تم سچ کہتے ہو۔

ماڈھویہ:۔ خیر تم جو جی میں آئے کرو۔ مجھ سے تو یہ روز کی دوڑ دھوپ ہوتی نہیں۔

دشینت:۔ ہم تم سے اب ایسا کام لیں گے۔ جس میں دوڑ ہو نہ دھوپ ہو۔

ماڈھویہ:۔ خیالی لڈو بنواؤ گے یا ہوائی قلعہ بندھواؤ گے۔

دشینت:۔ مگر اس دنیا میں جو چیز دیکھنے کے لائق ہے۔ اُس کے درشن کا سُکھ تیری آنکھوں کو نصیب نہیں ہوا۔ آہا

نمایاں کاکُل مشکیں سے ہو نا روئے جاناں کا
چمکنا ہے شب تاریک میں مہر درخشاں کا

مادھویہ :۔ مجھے تو آپ کے درشن روز ہوتے ہیں۔
وشلینت :۔ لیکن شکنتلا کا اچھوتا جو بن تو نے نہیں دیکھا۔

اک عندلیب کیا ہے میں کہہ دوں ہزاریں
بس پھول ہے وہ ایک ہی ساری بہاریں

مادھویہ :۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تپسوی کی لونڈیا میں اٹکے ہو۔ مگر سوچو تو۔ وہ برہمن کی بیٹی تمھیں کیونکر مل سکتی ہے؟
وشلینت :۔ دوج کے چاند کو دُنیا سر اُٹھا کر اور آنکھیں کھول کر کس غرض سے دیکھتی ہے۔ یقین جانو۔ کلین چھتری کا دِل کسی میں نہیں جا سکتا ہنس موتی کو چھوڑ کر کنکر کو نہیں کھا سکتا۔ وہ راج رشی کے ویرج اور اپسرا کے گربھ سے پیدا ہوئی ہے۔

زُلف و رُخ انتخاب ہیں دونو!
روز و شب کے جو اب ہیں دونو
اس کی فرقت میں جل رہا ہوں میں
جگر اور دِل کباب ہیں دونو!

مادھویہ :۔ یہ تو آم کو چھوڑ کر املی کھانے والی بات ہے۔ رنواس کے اپسراؤں کے سامنے اس گنوارن کی کیا اوقات ہے۔
وشلینت :۔ جب اِن آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ تو گنوارن نہ کہوگے۔

اُس اعلیٰ ترین رتن کی بر بہا کی رچائی ہوئی ساری سرشٹی کی خوبصورتی کو پھیکا کرتی ہے۔ اپسرائیں اُس کا پانی بھرنے کو آتی ہیں۔ پوترا اور خوبصورت آتمائیں اُس کے آگے سر جھکاتی ہیں۔

۵

مقتل میں بھی تلوار لئے وہ اگر آئے
لے عاشقِ جانباز بھی ہاتھوں پر سر آئے

ماڈھویہ :- اجی اب اس دل لگی کو جانے بھی دو۔
دشینت :- دوست! یہ دردِ سر تو سر کے ساتھ جائے گا۔

(گانا)

جُدا اک دم خیالِ یار جی سے ہو نہیں سکتا
یہ غم سے ہو نہیں سکتا خوشی سے ہو نہیں سکتا
مقدر جب بُرا ہو کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
مثل سچ ہے کہ کچھ بھی آدمی سے ہو نہیں سکتا
ہمیں کو چاہیئے کرنا نہیں جو کام کرنا ہے
کسی کا کام سچ ہے یہ کسی سے ہو نہیں سکتا
اُسی کے ہاتھ مرنا ہے اُسی کے ہاتھ جینا ہے
جو میرا کام ہے میری خوشی سے ہو نہیں سکتا

ماڈھویہ :- یہ بات ہے تو فوراً بیاہ کر لو۔ نہیں تو کسی اکھنڈ مشٹنڈ سنیاسی بن باسی کے ہاتھ پڑ جائے گی۔ اور تمہاری قسمت سڑ جائے گی۔
دشینت :- وہ بھی بیچاری پربس ہے۔

ماڈھویہ :- چاہتی بھی ہے؟

دشینتا :-

عشق نے معشوق عاشق میں لگا دی ایک آگ
شمع بجھ کر مٹ گئی پروانہ جل کر رہ گیا

(تپسوی اور چیلوں کا داخل ہونا)

تپسوی :- شریمان! کنورشی آشرم میں موجود نہیں۔ راکھش لوگ ہمارے کرم دھرم میں وگھن کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کچھ دن کے لئے ہماری رکشا کو یہاں رہیئے۔

چیلے :- آپ کا اُوپکار ہوگا۔

دشینتا :- اگر آپ لوگوں کے کام آؤں۔ تو مجھ سے بڑھ کر بھاگیہ شالی کون ہوگا۔ جاؤ۔ بے فکر ہو کر اپنا کام کرو۔

ماڈھویہ :- (خود سے) اندھے کو کیا چاہیئے؟ دو آنکھیں۔

دشینتا :-

جب تلک چلتا ہے دم اوسان ہے
ہاتھ میں جب تک دھنش اور بان ہے
اک نظر بھر کر اٹھا سکتا نہیں کوئی بھی تم کو ستا سکتا نہیں

سب :- جے ہو پورونش کی جے ہو۔

(تپسویوں کا جانا۔ کربھک کا داخل ہونا)

کربھک :- مہاراج کو کوٹی کوٹی پرنام۔

دشینت :- ہستنا پور سے لائے ہو کچھ پیغام

کربھک :- شریمان چرجیو ہوں۔ ماتا جی کی آگیا ہے۔ کہ آج سے

چوتھے دن آپ کی سالگرہ منائی جائے گی۔ اس لئے اس وشے پر وچار نا ہوگا۔ راجدھانی کی طرف پدھارنا ہوگا۔

دشینت:۔ اچھی ہوئی۔ اِدھر ماتا کی آگیا۔ اُدھر تپسویوں کا حکم۔ کس کو بجا لاؤں۔ کس کو ٹالدوں۔ کچھ بھی ہو۔ خوشی کے کام سے دھرم کا کام زیادہ ضروری ہے۔ جاؤ کربھک! میری طرف سے ہاتھ جوڑ کر ماتا جی کو کہدو کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ اب کے سالگرہ دھرم رکشا کی رسم سے منائی جائے گی۔

دھرم کی رکشا بن برن کا جو بھی دن گذرا۔ گیا
دھرم کی رکشا ہو تو سمجھو برس اچھا۔ گیا

ایکٹ پہلا — سین چوتھا

بن کی پھلواری

(شکنتلا کا دشینت کے فراق میں بیقرار دکھلائی دینا)

(گانا)

پل چھن نہ پرت چینا
پھرت بیاکل میں دیوانی سی
جب سے دکھلائے گئے نینا۔ پل چھن۔
برہا جلن کیسی دکھدائی

اور اس پر اِک اور چڑھائی
ٹوٹ پڑی غم کی سینا۔ پل چھن

(دوہا)

چٹکت زہر شریر میں ناہیں کچھ سُہائے
برہا جلن آتی ہے کٹھن تن من جل جل جائے
جا کوئلیا پاس پیا کے۔ نکٹ بیٹھ موہن رسیا کے
سب بپدا موری کہنا۔ ہے کٹھن جگت میں رہنا
پل چھن ......

زبانیؔ:۔ پریتم! تمہاری وہ محبت بھری باتیں اب تک دل میں چُبھ رہی ہیں وہ رسیلی نگاہیں اب تک جگر میں کُھبھ رہی ہیں۔ جس دن تم پریم کے بان لگا گئے مجھے بالکل دیوانی بنا گئے۔ بنا دردِ دل سُنائے یہ جلن کیسی جائے گی۔ یہ آگ کیسے ٹھنڈی ہوگی۔ محبت اگر دہکتی آگ ہے۔ تو جُدائی اس کے لئے تیل ہے کون کہتا ہے۔ کہ محبت بچّوں کا کھیل ہے میرا دل جو دُنیا کے وسوسات سے اب تک غیر تھا۔ وہ آج محبت میں رونے اور بسورنے کے لئے رہ گیا۔ زندگی بے مزہ اور اجیرن ہوگئی۔ باہوں میں طاقت نہیں۔ کہ گھڑا اُٹھا کر پالے ہوئے پودوں کو پانی دوں۔ ہاں آنسوؤں کی جھڑی برسا کر انہیں تر کر لیتی ہوں۔ پیارے! جس قدر جلدی ممکن ہو۔ آؤ۔ دُکھ مت دو۔ گلے لگا کر دل کی جلتی بھٹی کی آگ کو بُجھاؤ۔ ورنہ یہ درد کا اتھاہ ساگر شانتی کے باندھ کو توڑ کر اپنی آزادانہ روانی میں میرے ضبط کے شکستہ قلعے کو ڈھا دیگا۔

یہ نیم جانوں سے رنج کیوں ہے مسافروں سے ملال کیا ہے
ذرا تو آ کر یہ منہ سے بولو مریض غم تیرا حال کیا ہے

کیا اتنی جلدی بھول گئے۔ یا محبت نے تمہارے دل پر اپنا کوئی اثر نہیں کیا۔ یا اتنے نردئی بن گئے۔ کہ غریبوں کا ستانا کھیل ہو گیا

بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے!
ظالم مجھے مارا تیری بے دادگری نے

(دشلنیتا کا داخل ہونا)

دشلنیتا:۔ (در پردہ) ہیں اس کی یہ حالت جسم ایسا زار ہے۔ بخار ہے یا دھوپ کی گرمی سے پھول سے رخسارے کملا گئے ہیں۔ اتنا ضعف یہ کمزوری ہاتھوں میں کمل نال کا کنگھن اسقدر ڈھیلا پڑ گیا۔ آہ! جس کے تیور کے بل تلوار سے زیادہ قاتل اور تبسم ہوائے بہشت سے زیادہ جان پرور تھا۔ اب یہ جنسیں کتنی ارزاں ہیں۔ حسن میں وہ اگلی نیرنگیاں اب کہاں ہیں۔ حسن وہ نہ ہو لیکن حسن میں وہی دلفریب امرت کی روشنی موجود ہے۔

کیسا روشن ہے گہن میں چاند یہ آیا ہوا کہ
دے رہا ہے دونی خوشبو پھول یہ مرجھایا ہوا!

(پریمیدا اور انوسویا کا آنا)

پریمیدا:۔ سکھی شکنتلا! آج ہم دو نو سمجھوتہ کر کے آئی ہیں۔

شکنتلا:۔ کہو تو کیسا سمجھوتہ؟

پریمیدا:۔ آج ضرور ہی تم سے پوچھ کر چھوڑیں گی۔

کونسا ہے درد وہ جس کی دوا کوئی نہیں
تو نہ یہ سمجھے کہ میرا درد خواہ کوئی نہیں

انوسویا:۔ پہلے زبان دو۔ اور پھر اپنا بیان دو۔
شکنتلا:۔ ہمجولیوں سے کیا بھید چھپا رہ سکتا ہے۔
پریمیدا:۔ ہم کئی دنوں سے دیکھ رہی ہیں۔ کہ تمہارا بدن دبلا ہوتا چلا جاتا ہے بھیتر میں کوئی ایسا گھن لگا ہے۔ جو تمہارے روپ۔ جوانی اور طاقت کو بھسم کر رہا ہے۔

گانا

کوئی بیماری ہو تو ہم کچھ دوا پیدا کریں
گم ہوا ہو کچھ تو ہم اسکا پتہ پیدا کریں
لے گیا ہو دل کوئی اور دے گیا ہو داغ دل
شہر و جنگل چھان کر وہ بے وفا پیدا کریں

شکنتلا:۔ کیا کہوں۔ کیا نہ کہوں۔ (در پردہ)

گانا

دم پہ بنی ہے اور کچھ آزار بھی نہیں!
بیمار عشق سا کوئی بیمار بھی نہیں!

پریمیدا:۔ سکھی ہم تو پوچھ کر رہیں گی۔
دشینت:۔ (در پردہ) بس میری مراد بر آئی۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ اس کا درد دل جاننے کی مجھے بھی خواہش تھی۔
انوسویا:۔ کہو پیاری کہہ دو نا
شکنتلا:۔ سکھی مت پوچھو۔ اس آگ میں مجھے اکیلی ہی جلنے دو۔ دور ہو جاؤ

ایسا نہ ہو۔ کہ اس آگ کے شعلے جو بڑی تیزی کے ساتھ میرے دل و جگر کو جلا کر باہر نکل رہے ہیں تمھیں بھی جھلس دیں۔

ے

یہ غم کی کہانی ہے سنائی نہیں جاتی
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی
تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

انوسویا:۔ ہم تمہارے درد کو جانے بغیر کیسے رہ سکتی ہیں۔ تمہاری یہ حالت ہم سے دیکھی نہیں جاتی۔ حسن کا یہ بجھا ہوا چراغ دیکھ کر طبیعت قابو میں نہیں آتی۔

ے

لاغری میں اب تو یہ عالم ہے جسم زار کا
اپنے سائے میں چھپا لے تجھ کو سایہ خار کا

شکنتلا:۔ (آہ بھر کر)

پریمدا:۔ پیاری ضرور کہو۔ اپنے سجنوں کو دکھڑا سنانے سے دکھ گھٹتا ہے۔

شکنتلا:۔ مگر اس درد کی داستان بیان کرنے سے کلیجہ پھٹتا ہے۔

ے

جینکا بھلا پر ہیز سے بیمار ہو گیا
بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہو گیا
بس دیکھنے کی دیر تھی وہ تیر نگاہ کا

دل اور جگر کو چھید کے بس پار ہو گیا

انوسویا:۔ او ہو سمجھی۔ یہ تو کسی کے نین بان کی گھائل ہو رہی ہے۔ کسی رنگیلے سجیلے پیا کی طرف مائل ہو رہی ہے۔

ع

اب سمجھ میں آگیا اِن کو کسی کا پیار ہے
ہے جدائی کا یہ رونا عشق کا آزار ہے

پریمدا:۔ کیا ہرج ہے۔ آخر تو مرض ہے۔ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے ہر بیماری کے بعد شفا ہوتی ہے۔

انوسویا:۔ شیشہ ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ نرم چیزوں میں تو لچک ہوتی ہے۔ یہ نازک دِل یہ بھولی بھالی طبیعت کسی پر آگئی۔ تو ہرج ہی کیا ہے۔

شکنتلا:۔ (خود) آہ

ع

داغ دل جلتا ہے بھٹی کا نمونہ ہو کر!
چشم تر نے نہ بجھایا اِسے دریا ہو کر

انوسویا:۔ پیاری! فکر نہ کرو۔ اچھی ہو جاؤ گی۔

شکنتلا:۔

ع

اس محبت میں دل وجاں کا زیاں ہوتا ہے
اچھا بیمار محبت کا کہاں ہوتا ہے

مرض زور پکڑ رہا ہے۔ لیکن اس کی دوا ایک بے رحم کے پاس ہے۔ جو تڑپتا دیکھکر نہیں پسیجتا۔

دشینت:۔ (در پردہ) پیاری! تو اُس کے دل سے پوچھ۔ جس نے

تیری محبت کو دل اور جگر میں جگہ دی ہے۔

سہ

سناں پکڑی جگر نے اور بٹھایا دل نے پیکاں کو
غرض دونوں نے رکھا اپنے اپنے گھر میں مہماں کو

پریمدا:۔ مگر وہ ہے کون؟

شکنتلا:۔ وہ میری زندگی کا رکھوالا جس نے میرے دل کو اس مصیبت میں ڈالا۔

سہ

نہ تھا ما گیا دل یہ ہائے سنبھل کر
ستم ڈھا گیا مجھ پہ وہ چال چل کر

انوسویا:۔ کیا وہی راج رشی ہے؟

شکنتلا:۔ ہاں اسی کا دل محبت کا اتھاہ ساگر ہے۔ اور اسی کا ایک پیالہ مجھے مست کرنے کو کافی ہے۔ اسی چندر ماں کو دیکھ کر ہی دل کا یہ مرجھایا ہوا کمل کھل سکتا ہے۔

سہ

اُس نے ہی یہ درد مجھ کو دیا ہے
اُسی پہ میرے درد دل کی دوا ہے
اُسی کی جدائی ستم ہے بلا ہے
جو وہ مل گیا تو شفا ہی شفا ہے

دشینت:۔ (دریردہ) جو کچھ میں سننا چاہتا تھا۔ وہی اُس کی زبان سے سُن لیا۔ شکر ہے۔ کہ جس کے پریم میں میرا دل بے قرار ہے اُس کو بھی میری محبت کا آزار ہے۔ دونوں کا دل عشق کے کانٹے میں

تل رہا ہے ۔ پروانہ جل رہا ہے ۔ تو دیا بھی گھل رہا ہے ۔

ے

ہے شکر چوٹ اُس کے بھی دل پر لگی ہوئی

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

پریمدا :۔ چلو جی اچھا ہوا ۔ پیاری کا دل بھی اسی پر آیا ۔ جو اس کے لائق تھا ۔ یہ اپسراؤں کی سردار ہے ۔ تو وہ بھی پورو ونش کا سنگار ہے۔
انوسویا :۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہے ۔ کہ نرمل ندی سمندر کو چھوڑ کر گندے سڑے جوہڑ میں گرے ، خوبصورت بیل آم کا پیڑ چھوڑ کر ببول کے درخت پر چڑھے ۔

پریمدا :۔ بہن ! اب اس کے علاج میں دیری نہیں ہونی چاہیئے ۔
انوسویا :۔ علاج کا تو یہی طریقہ ہے ۔ کہ ہیرے کو کھوج کر انگوٹھی میں لگا دیں پریمی کو پریمی سے ملا دیں ۔

ے

سودا کرا دیں گاہک سے جوبن کے مال کا ۔ ہم کام کریں بیچ میں پڑ کر دلال کا

پریمدا :۔ اس راز کا چھپانا تو مشکل نہیں ۔ ہاں اس کا ملنا محال ہے ۔
انوسویا :۔ میرے تو خیال میں آتا ہے ۔ کہ اس کو پریت پتر (محبت نامہ) لکھیں اور پھولوں میں چھپا کر بھیجیں ۔

پریمدا :۔ تدبیر تو اچھی ہے ۔ کہو شکنتلا تمہاری کیا مرضی ہے ۔
شکنتلا :۔ اس کا انجام مجھے سوچ لینے دو ۔
پریمدا :۔ سوچنے کی کون سی بات ہے تم لکھو تو ۔ دیکھو کوئی اچھا سا بڑھیا دوہا بھی ضرور لکھنا ۔

شکنتلا:۔ ہاں دوہا تو ضرور لکھوں گی۔ مگر ڈرتی ہوں۔ کہیں وہ میرے خط کا نرادر نہ کرے۔ لوٹا نہ دے۔

دشینت:۔ (در پردہ) پران پیاری! کیا دشینت تیری تحریر کی تحقیر کرے گا۔ نہیں نہیں وہ تیرے بھیجے ہوئے کتے کی بھی توقیر کرے گا۔ میں تو رات دن تیرے ہی نام کی مالا جپتا ہوں۔ تم اتنا تردد ہی کیوں کرتی ہو۔ میں تو خدمت کے لئے حاضر کھڑا ہوں۔ پیاری! رتن کو کیا ضرورت جو کہ جوہری کی تلاش کرے۔ جوہری خود رتن کی تلاش کرے گا

دوہا

میرے نصیب ایسے کہاں تو مجھے بُلائے
آنکھوں سے چل کے آؤں گر تو مجھے بُلائے

شکنتلا:۔ ہاں مگر وہ دوہا کیا لکھوں (سوچتی ہے)

دشینت:۔ (در پردہ) آہا اس وقت کیسی اچھی تصویر ہے۔ کھلے ہوئے گالوں سے محبت کیسے صاف جھلک رہی ہے۔ یہ پھلواڑی کی خوشبو نہیں۔ بلکہ پیاری کی خوبصورتی ہی مہک رہی ہے۔

شکنتلا:۔ سکھی دوہا تو بہت بن گیا۔ مگر لکھنے کا سامان نہیں۔

پریمدا:۔ سامان کیوں نہیں۔ تو بولتی جا۔ میں اپنے ناخنوں سے اس کنول کے پتے پر لکھتی ہوں۔

شکنتلا:۔ تو لکھو۔ میں لکھواتی ہوں۔ (دوہا)

دوہا

مورے سر پر جو پڑی پیا تم جانت ناہیں
جانے کون اس بھید کو جو تمرے من ماہیں

اور اس پر اِک اور چڑھائی
ٹوٹ پڑی غم کی سینا - پل چھن

(دوہا)

چھلکت زہر شریر میں ناہیں کچھ سہائے
برہا جلن آتی ہے کٹھن تن من جل جل جائے
جا کو ملیا پاس پیا کے - نکٹ بیٹھ موہن رسیا کے
سب بید اموری کہنا - ہے کٹھن جگت میں رہنا
پل چھن ....

زبانی :- پریتم! تمہاری وہ محبت بھری باتیں اب تک دل میں چُبھ رہی ہیں وہ رسیلی نگاہیں اب تک جگر میں کُھبھ رہی ہیں - جب دن تم پریم کے بان لگا گئے مجھے بالکل دیوانی بنا گئے - بنا درد دل سُنائے یہ جلن کیسی جائے گی - یہ آگ کیسے ٹھنڈی ہوگی - محبت اگر دھکتی آگ ہے - تو جُدائی اس کے لئے تیل ہے کون کہتا ہے - کہ محبت بچوں کا کھیل ہے میرا دل جو دُنیا کے وسوسات سے اب تک غیر تھا - وہ آج محبت میں رونے اور بسورنے کے لئے رہ گیا - زندگی بے مزہ اور اجیرن ہوگئی - باہوں میں طاقت نہیں - کہ گھڑا اُٹھا کر پالے ہوئے پودوں کو پانی دوں - ہاں آنسوؤں کی جھڑی برسا کر انہیں تر کرلیتی ہوں - پیارے! جس قدر جلدی ممکن ہو - آؤ - دُکھ مت دو - گلے لگا کر دل کی جلتی بھٹی کی آگ کو بُجھاؤ - ورنہ یہ درد کا اتھاہ ساگر شانتی کے باندھ کو توڑ کر اپنی آزادانہ روئیں میرے ضبط کے شکستہ قلعے کو ڈھا دیگا -

یہ نہیں جانوں ہے رنج کیوں ہے مسافروں نے ملال کیا ہے
ذرا تو آکر یہ منہ سے بولو مریض غم تیرا احوال کیا ہے

کیا اتنی جلدی بھول گئے۔ یا محبت نے تمہارے دل پر اپنا کوئی اثر نہیں کیا۔ یا اتنے نردئی بن گئے۔ کہ غریبوں کا ستانا کھیل ہو گیا ہے

بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے!
ظالم مجھے مارا تیری بے دادگری نے

(وشکنیتا کا داخل ہونا)

وشکنیتا:۔ (در پردہ) ہیں اس کی یہ حالت جسم ایسا زار ہے۔ بخار ہے یا دھوپ کی گرمی سے پھول سے رخسارے کملا گئے ہیں۔ اتنا ضعف یہ کمزوری ہاتھوں میں کمل نال کا کنگھن اسقدر ڈھیلا پڑ گیا۔ آہ! جس کے تیور کے بل تلوار سے زیادہ قاتل اور تبسم ہوائے بہشت سے زیادہ جان پرور تھا۔ اب یہ جنبشیں کتنی ارزاں ہیں۔ حسن میں وہ اگلی نیرنگیاں اب کہاں ہیں۔ حسن وہ نہ ہو لیکن حسن میں وہی دلفریبیاں امرت کی روشنی موجود ہے۔

کیسا روشن ہے گہن میں چاند یہ آیا ہوا! کہہ
دے رہا ہے دونی خوشبو پھول یہ مرجھایا ہوا!

(پریمدا اور انوسویا کا آنا)

پریمدا:۔ سکھی شکنتلا! آج ہم دو نو سمجھوتہ کر کے آئی ہیں۔
شکنتلا:۔ کہو تو کیسا سمجھوتہ؟
پریمدا:۔ آج ضرور ہی تم سے پوچھ کر چھوڑیں گی۔

کونسا ہے درد وہ جس کی دوا کوئی نہیں
تو نہ یہ سمجھے کہ میرا دردخواہ کوئی نہیں

انوسویا:۔ پہلے زبان دو۔ اور پھر اپنا بیان دو۔
شکنتلا:۔ سہیلیوں سے کیا بھید چھپا رہ سکتا ہے۔
پریمیدا:۔ ہم کئی دنوں سے دیکھ رہی ہیں۔ کہ تمہارا بدن دُبلا ہوتا چلا جاتا ہے بھیتر ہیں کوئی ایسا کھٹن لگا ہے۔ جو تمہارے روپ۔ جوانی اور طاقت کو بھسم کر رہا ہے۔

~~

جو کوئی بیماری ہو تو ہم کچھ دوا پیدا کریں
گم ہوا ہو کچھ تو ہم اسکا پتہ پیدا کریں
لے گیا ہو دل کوئی اور دے گیا ہو داغ دل
شہر و جنگل چھان کر وہ بے وفا پیدا کریں

شکنتلا:۔ کیا کہوں۔ کیا نہ کہوں۔ (در پردہ)

~~

دم پر بنی ہے اور کچھ آزار بھی نہیں!
بیمارِ عشق سا کوئی بیمار بھی نہیں!

پریمیدا:۔ سکھی ہم تو پُوچھ کر رہیں گی۔
دشینت:۔ (در پردہ) بس میری مُراد بر آئی۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ اِس کا دردِ دل جاننے کی مجھے بھی خواہش تھی۔
انوسویا:۔ کہو پیاری کہدو نا
شکنتلا:۔ سکھی مت پوچھو۔ اس آگ میں مجھے اکیلی ہی جلنے دو۔ دُور ہو جاؤ

ایسا نہ ہو۔ کہ اس آگ کے شعلے جو بڑی تیزی کے ساتھ میرے دل و جگر کو جلاکر باہر نکل رہے ہیں تمھیں بھی جھلس دیں۔

؎

یہ غم کی کہانی ہے سنائی نہیں جاتی
وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی
تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی
بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

انوسویا:۔ ہم تمہارے درد کو جانے بغیر کیسے رہ سکتی ہیں۔ تمہاری یہ حالت ہم سے دیکھی نہیں جاتی۔ حسن کا یہ بجھا ہوا چراغ دیکھ کر طبیعت قابو میں نہیں آتی۔

؎

لاغری میں اب تو یہ عالم ہے جسم زار کا
اپنے سائے میں چھپالے تجھ کو سایہ خار کا

شکنتلا:۔ (آہ بی)

پریمدا:۔ پیاری ضرور کہو۔ اپنے سجنوں کو دکھڑا سنانے سے دکھ گھٹتا ہے۔

شکنتلا:۔ مگر اس درد کی داستان بیان کرنے سے کلیجہ پھٹتا ہے۔

؎

جینکا بھلا پرہیز سے بیمار ہو گیا
بیٹھے بٹھائے جان کو آزار ہو گیا
بس دیکھنے کی دیر تھی وہ تیر نگاہ کا

دل اور جگر کو چھید کے بس پار ہو گیا

انوسویا:۔ او ہو سکھی۔ یہ تو کسی کے نین بان کی گھائل ہو رہی ہے۔ کسی رنگیلے سجیلے پیا کی طرف مائل ہو رہی ہے۔

اب سمجھ میں آگیا اس کو کسی کا پیار ہے
ہے جدائی کا یہ رونا عشق کا آزار ہے

پریمدا:۔ کیا حرج ہے۔ آخر تو مرض ہے۔ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے ہر بیماری کے بعد شفا ہوتی ہے۔

انوسویا:۔ شیشہ ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ نرم چیزوں میں تو لچک ہوتی ہے۔ یہ نازک دل یہ بھولی بھالی طبیعت کسی پر آگئی۔ تو حرج ہی کیا ہے۔

شکنتلا:۔ (خود) آہ

داغ دل جلتا ہے بھٹی کا نمونہ ہو کر!
چشم تر نے نہ بجھایا اسے دریا ہو کر

انوسویا:۔ پیاری! فکر نہ کرو۔ اچھی ہو جاؤ گی۔

شکنتلا:۔

اس محبت میں دل و جاں کا زیاں ہوتا ہے
اچھا بیمار محبت کا کہاں ہوتا ہے

مرض زور پکڑ رہا ہے۔ لیکن اس کی دوا ایک بے رحم کے پاس ہے۔ جو تڑپتا دیکھ کر نہیں پسیجتا۔

دشینت:۔ (در پردہ) پیاری! تو اس کے دل سے پوچھ۔ جس نے

تیری محبت کو دل اور جگر میں جگہ دی ہے۔

سنان پکڑی جگر نے اور بٹھایا دل نے پیکاں کو
غرض دونوں نے رکھا اپنے اپنے گھر میں مہماں کو

پریمیدا:۔ مگر وہ ہے کون؟

شکنتلا:۔ وہ میری زندگی کا رکھوالا۔ جس نے میرے دل کو اِس مصیبت میں ڈالا۔

نہ تھاما گیا دل یہ ہائے سنبھل کر
ستم ڈھا گیا مجھ پہ وہ چال چل کر

انوسویا:۔ کیا وہی راج رِشی ہے؟

شکنتلا:۔ ہاں اسی کا دل محبت کا اتھاہ ساگر ہے۔ اور اسی کا ایک پیالہ مجھے مست کرنے کو کافی ہے۔ اُسی چندر ماں کو دیکھ کر ہی دل کا یہ مرجھایا ہوا کمل کھِل سکتا ہے۔

اُس نے ہی یہ درد مجھ کو دیا ہے
اُسی پہ میرے درد دل کی دوا ہے
اُسی کی جدائی ستم ہے بلا ہے
جو وہ مل گیا تو شفا ہی شفا ہے

دشینت:۔ (در پردہ) جو کچھ میں سننا چاہتا تھا۔ وہی اُس کی زبان سے سُن لیا۔ شکر ہے۔ کہ جس کے پریم میں میرا دل بے قرار ہے اُس کو بھی میری محبت کا آزار ہے۔ دونوں کا دل عشق کے کانٹے میں

تل رہا ہے - پروانہ جل رہا ہے - تو دیا بھی گھل رہا ہے -

ہے شکر چوٹ اُس کے بھی دل پر لگی ہوئی
دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

پریمدا:- چلو جی اچھا ہوا - پیاری کا دل بھی اسی پر آیا - جو اس کے لائق تھا - یہ اپسراؤں کی سردار ہے - تو وہ بھی پورونشں کا سنگار ہے
انوسویا:- بھلا یہ کب ہو سکتا ہے - کہ نرمل ندی سمندر کو چھوڑ کر گندے سڑے جوہڑ میں گرے ، خوبصورت بیل آم کا پیڑ چھوڑ کر ببول کے درخت پر چڑھے -
پریمدا:- بہن ! اب اس کے علاج میں دیری نہیں ہونی چاہیئے -
انوسویا:- علاج کا تو یہی طریقہ ہے کہ ہیرے کو کھوج کر انگوٹھی میں لگا دیں پریمی کو پریمی سے ملا دیں -

سودا کرا دیں گاہک سے جوبن کے مال کا ہم کام کریں بیچ میں پڑ کر دلال کا
پریمدا:- اس راز کا چھپانا تو مشکل نہیں - ہاں اُس کا ملنا محال ہے -
انوسویا:- میرے تو خیال میں آتا ہے - کہ اس کو پریت پتر (محبت نامہ) لکھیں اور پھولوں میں چھپا کر بھیجیں -
پریمدا:- تدبیر تو اچھی ہے - کہو شکنتلا تمہاری کیا مرضی ہے -
شکنتلا:- اس کا انجام مجھے سوچ لینے دو -
پریمدا:- سوچنے کی کون سی بات ہے تم لکھو تو - دیکھو کوئی اچھا سا بڑھیا دوہا بھی ضرور لکھنا -

شکنتلا:۔ ہاں دوہا تو ضرور لکھوں گی۔ مگر ڈرتی ہوں۔ کہیں وہ میرے خط کا نِرآدر نہ کرے۔ لوٹا نہ دے۔

دشنیت:۔ (در پردہ) پران پیاری! کیا دشنیت تیری تحریر کی تحقیر کرے گا۔ نہیں نہیں وہ تیرے بھیجے ہوئے کتے کی بھی توقیر کرے گا۔ میں تو رات دن تیرے ہی نام کی مالا جپتا ہوں۔ تم اتنا تردد ہی کیوں کرتی ہو۔ میں تو خدمت کے لئے حاضر کھڑا ہوں۔ پیاری! رتن کو کیا ضرورت جو جوہری کی تلاش کرے۔ جوہری خود رتن کی تلاش کرے گا

ﮯ

میرے نصیب ایسے کہ گھر تو مجھے بُلائے
آنکھوں سے چل کے آؤں گر تو مجھے بلائے

شکنتلا:۔ ہاں مگر وہ دوہا کیا لکھوں (سوچتی ہے)

دشنیت:۔ (در پردہ) آہا اِس وقت کیسی اچھی تصویر ہے۔ کھلے ہوئے گالوں سے محبت کیسے صاف جھلک رہی ہے۔ یہ پھلواڑی کی خوشبو نہیں۔ بلکہ پیاری کی خوبصورتی ہی مہک رہی ہے۔

شکنتلا:۔ سکھی دوہا تو بہت بن گیا۔ مگر لکھنے کا سامان نہیں۔

پریمبدا:۔ سامان کیوں نہیں۔ تو بولتی جا۔ میں اپنے ناخنوں سے اُس کنول کے پتے پر لکھتی ہوں۔

شکنتلا:۔ تو لکھو۔ میں لکھواتی ہوں۔ (دوہا)

ﮯ

مورے سر پر جو پڑی پیا تم جانت ناہیں
جانے کون اُس بھید کو جو تمرے من ماہیں

دشینت :۔ (ظاہر) (دوہا) ؎

پیاری تیرے برہا میں ہوں میں کتا بے چین
دیکھ تمہاری بے کلی بے کل ہوں دن رین

دولو :۔ شبھ آگمن۔ (خوش آمدید) اچھے آئے۔ تمہارا آنا مبارک ہوا ؎

زخم دل کو آپ کا آنا ہی مرہم ہو گیا!
درد تھا پیاری کے دل میں جو وہ کچھ کم ہو گیا

پریمدا :۔ دیکھو تمہارے آتے ہی شکنتلا کا چہرہ اس طرح کھل گیا۔ جیسے مینہ برسنے کے بعد پیڑ کی پتیاں۔

انوسویا :۔ یوں کہو کہ سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا۔

؎

آپ کے آتے ہی ساری دور دبدا ہو گئی
سوکھی دھرتی پر ہے گویا آج برکھا ہو گئی

دشینت :۔ میرا آنا نہ آنا کیا۔ میں تو بن بلایا مہمان ہوں۔ تو بھی پیاس سے مرتا ہوا انسان اگر کسی گھڑے میں منہ ڈال دے۔ تو وہ سزا کے قابل نہیں۔

شکنتلا :۔ آپ سر آنکھوں پر آئیں (سواگت کو آگے بڑھتی ہے)

دشینت :۔ بیٹھو بیٹھو! پیاری۔ تاپ سے ستایا ہوا تمہارا لاغر جسم اس قابل نہیں۔ کہ میرے لئے کچھ دکھ اٹھائے۔ کہو دکھ بھی دور ہوا؟

پریمدا :۔ ہاں اب دوا ملی ہے۔ تو درد بھی ضرور کم ہو جائے گا۔ ؎

چُرا کے دل جو ہوئے بے وفا تم ہی تو ہو
جو اس کو درد ہے اس کی دوا تم ہی تو ہو

شکنتلا:- پیاری پریمدا۔ (کان میں کچھ کہتی ہے)

پریمدا:- شریمان! شکنتلا کہتی ہے۔ کہ پہلی ملاقات کو بھول نہیں جانا۔

دشینت:- یہ اُسی ملاقات کا نتیجہ ہے۔ کہ میں راج تاج کو بھول کر ایک بھکاری کی طرح تمہارے در کا آسرا ڈھونڈ رہا ہوں۔ دل تمہاری ہی یاد میں مشغول ہے۔

شکنتلا:- دل کی اچھی کہی۔ دل تو رنواس کی سیر کر رہا ہوگا۔

دشینت:- ہے مرگ نینی۔ مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں۔ تمہاری جدائی کا پل بھر کے لئے بھی گوارا نہیں۔ اگر مجھے تمہارے دل کے گوشہ میں جگہ مل جائے تو اس کو سورگ سمجھوں۔

انوسویا:- اور یہ بھی تو تمہاری ہے۔ اس کا دل وجان بھی تمہارا ہے۔

جیسی پیاری جنس تھی ایسی خریداری ہوئی
آپ پیارے اس کے اور یہ آپکی پیاری ہوئی

پریمدا:- ہم نے سُنا ہے۔ کہ راجہ لوگ بہت سی رانیوں کے پیارے ہوتے ہیں۔ مگر آپ ہماری سہیلی کو کسی طرح سے دُکھی نہ کرنا۔

دشینت:- آج سے مجھے دنیا میں دو چیزیں زیادہ عزیز ہوں گی۔ ایک پرتھوی دوسری شکنتلا۔ اس کی محبت لازوال ہوگی۔ یہ سرچشمہ کبھی خشک نہیں ہوگا۔ چاہے اس کو پھولوں کی سیج پر نہ سُلا سکوں۔ مگر آنکھوں کی

پتلی بنا کر رکھوں گا۔
شکنتلا:۔ مہاراج! میرا اپرادھ ہو تو معاف کرنا۔
دشینت:۔ یہ معافی تب ملے گی۔ جب اس پھولوں کی سیج پر آدھی جگہ ملے گی۔
پریمبدا:۔ ہاں اب بول۔
شکنتلا:۔ اری رہنے دے۔
پریمبدا:۔ دیکھ انوسویا۔ ہرنی کا بچہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے اس کو ماں سے ملا دیں۔
شکنتلا:۔ اور میں یہاں کیا اکیلی رہوں گی؟
پریمبدا:۔ اکیلی کیوں رہوں گی۔ یہ جو پاس میں ہیں۔ اب ان کے ساتھ محبت کے پانسے کھیلنا۔ (جانا پریمبدا اور انوسویا کا)
دشینت:۔ آہا! میں کتنا خوش نصیب پروانہ ہوں۔ جو ایسے شمع پر نثار ہوتا ہوں۔ پیاری کیا تم مجھ سے الگ بیٹھو گی؟
شکنتلا:۔ کب میں نے کہا پیارے تم مجھ سے جدا بیٹھو
پہلو سے میرے تکیہ پہلو کو لگا بیٹھو
دشینت:۔ اس سے پہلے کہ میں تمہارے پاس ایک ہی سیج پر بیٹھوں۔ یادگار کے طور پر محبت کی نشانی کے طور پر اپنی یہ انگوٹھی نذر کرتا ہوں۔ (انگوٹھی دینا)
شکنتلا:۔ میں اس انگوٹھی کی ویسے ہی قدر کروں گی۔ جیسے اپنے پرانوں کی۔ مگر۔۔۔۔۔
دشینت:۔ پیاری ڈرو مت۔ گورو جنوں کا درست کرو۔ کنورشی

دہرم کو جانتے ہیں - کچھ دوش نہیں دیں گے - بہتیری کارسی کنیا ئیں گندہرو ریتی سے بیاہی گئی ہیں -

شکنتلا:- تو مجھے بھی ایسا کرنے میں دھرم نہیں -

وشلینت:- وہ خوشی دل کی تھی - یہ روح کی خوشی ہے - وہ شرم سے اندر چھپی ہوئی تھی - یہ غرور سے باہر نکلی ہوئی ہے - آؤ پیاری بہار حسن لوٹیں - دنیا دی نعمتوں کا حظ اٹھائیں - جو کچھ ہو گا - دیکھا جائے گا -

(گانا)

وشلینت:- آؤ پیاری گلے سے لگاؤ -
دونو باہیں ڈال کے گلے سے لگاؤ - آؤ پیاری -

شکنتلا:- واری جاؤں سانور یا پیارے
نین کے تارے - دل جانی ہمارے
نرگس کی آنکھ جھک گئی مارے خمار کے
خوش قسمتی سے آئے ہیں یہ دن بہار کے

وشلینت:- آؤ پیاری گلے سے لگاؤ -
تو چراغ حسن ہے اور میں ہوں پروانہ ترا
تو ہے پیاری گر پری تو میں ہوں دیوانہ ترا
پیاری پیاری ادائیں دکھاؤ

ایکٹ پہلا پردہ پانچواں

راستہ جنگل !

(دشنیت کا داخل ہونا)

دشنیت :-

کیا تھیلا وہ تھا خوشی وہ وصل کی سیراب کا
جو ابھی دیکھا ہے میں نے تھا وہ عالم خواب کا

ہو چکا - آرام اور چین کا زمانہ ختم ہو چکا - آہا ! وہ ایک پھولا پھلا محبت کا باغ تھا - میں اس باغ کی بلبل تھا - پیارے پودے پر وصال اور آنند کی شاخیں تھیں - جن پر جھول جھول کر میں چہکتا تھا - وہ ملاقات ایک طلسمی بہار تھی - جس میں مرادیں کھلتی اور خوشیاں ہنستی تھیں - لیکن یہ یہ سب کچھ چھوڑ کر میں کدھر کو جا رہا ہوں -

اے فلک جاؤں کدھر میں کوئے جاناں چھوڑ کر
بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر

پریم کے بھنور میں پھنس گیا - جس شجاعت سے دنیا کو سر کیا - اس نے بھی ساتھ چھوڑ دیا - پیاری کے ساتھ گندھرو بیاہ ہو گیا - اب مجھے جانا چاہیئے - اور دائمی صحبت کا حظ اٹھانے کے لئے سامان کرنا چاہیئے اس جنگل کے پوتر پھول کو توڑ کر اب رنواس کے چمن میں لگاؤں - اس خوبصورت شمع کی روشنی سے محل کو روشن بناؤں -

یہ گلشن اجڑنے کے لائق نہیں ہے !
یہ گل بن میں سڑنے کے لائق نہیں ہے

رک کر ہاں مگر یہ بن چھوڑ کر کہاں اور کیسے جایا جائے گا - قدم آگے

کو نہیں اٹھتا۔ دل کہتا ہے۔ وہیں چل جہاں وہ پھولوں کی سیج بچھی ہے۔ جہاں پیاری شکنتلا کی مسکراہٹ خوبصورت دنیا کو فتح کر رہی ہے۔ وہ یہی کمل کا پتہ ہے۔ جس پر پیاری نے مجھے محبت نامہ لکھا تھا۔ یہ اس کی باہوں سے گرا ہوا کمل نال کا کنگن ہے۔ ان نشانیوں کو دیکھکر یہاں سے جایا نہیں جاتا۔ یہاں وہ ایکبار پھر آجائے۔ تو پھر اُس کو کبھی بچھڑنے نہ دوں۔ یہ گھڑی قسمت سے ملتی ہے۔

شعر

عجب انداز تھا پیاری کا پہلو میں بٹھانے کا
مزہ کب بھول سکتا ہوں وہ چھاتی سے لگانے کا
اُدھڑ جاتے ہیں ٹانکے بخیۂ زخم جگر کے سب
تصور جب کہ گذرے ہے کسی کے مسکرانے کا

گانا

کیا جانے دل کو مرض یہ کیسے لگا دیا!
چنگے بھلے کو بھی ہے دیوانہ بنا دیا
لالہ کی طرح دل پہ کھلے داغ بے حساب
اک عشق نے عجیب شگوفہ کھلا دیا
آوارہ اس فلک نے کیا تاج دار کو
مٹی میں دل سا قیمتی گوہر ملا دیا
جی کھول کر نکالے نہ ارمان وصال کے
بدقسمتی نے ہجر کا یہ دن دکھا دیا

دل اور جگر کو چھید کے بس پار ہو گیا

انوسویا:۔ او ہو سمجھی۔ یہ تو کسی کے نین بان کی گھائل ہو رہی ہے۔ کسی رنگیلے سجیلے پیا کی طرف مائل ہو رہی ہے۔

ف

اب سمجھ میں آگیا اِس کو کسی کا پیار ہے
ہے جدائی کا یہ رونا عشق کا آزار ہے

پریمدا:۔ کیا ہرج ہے۔ آخر تو مرض ہے۔ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے۔ ہر بیماری کے بعد شفا ہوتی ہے۔

انوسویا:۔ شیشہ ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ نرم چیزوں میں تو لچک ہوتی ہے۔ یہ نازک دل یہ بھولی بھالی طبیعت کسی پر آگئی۔ تو ہرج ہی کیا ہے۔

شکنتلا:۔ (خود) آہ

ف

داغ دل جلتا ہے بھٹی کا نمونہ ہو کر!
چشم تر نے نہ بجھایا اِسے دریا ہو کر

انوسویا:۔ پیاری! فکر نہ کرو۔ اچھی ہو جاؤ گی۔

شکنتلا:۔

ف

اس محبت میں دل و جاں کا زیاں ہوتا ہے
اچھا بیمار محبت کا کہاں ہوتا ہے

مرض زور پکڑ رہا ہے۔ لیکن اس کی دوا ایک بے رحم کے پاس ہے۔ جو تڑپتا دیکھ کر نہیں پسیجتا۔

دشینت:۔ (در پردہ) پیاری! تو اُس کے دل سے پوچھ۔ جس نے

تیری محبت کو دل اور جگر میں جگہ دی ہے۔

سے

سناں پکڑی جگر نے اور بٹھایا دل نے پیکاں کو
غرض دونوں نے رکھا اپنے اپنے گھر میں مہماں کو

پرمیدا:۔ مگر وہ ہے کون؟

شکنتلا:۔ وہ میری زندگی کا رکھوالا۔ جس نے میرے دل کو اِس مصیبت میں ڈالا۔

سے

نہ تھاما گیا دل یہ ہائے سنبھل کر
ستم ڈھا گیا مجھ پہ وہ چال چل کر

انوسویا:۔ کیا وہی راج رشی ہے

شکنتلا:۔ ہاں اسی کا دل محبت کا اتھاہ ساگر ہے۔ اور اسی کا ایک پیالہ مجھے مست کرنے کو کافی ہے۔ اُسی چندر ماں کو دیکھ کر ہی دل کا یہ مرجھایا ہوا کمل کھل سکتا ہے۔

سے

اُس نے ہی یہ درد مجھ کو دیا ہے
اُسی پہ میرے درد دل کی دوا ہے
اُسی کی جدائی ستم ہے بلا ہے
جو وہ مل گیا تو شفا ہی شفا ہے

دشینت:۔ (در پردہ) جو کچھ میں سننا چاہتا تھا۔ وہی اُس کی زبان سے سُن لیا۔ شکر ہے۔ کہ جس کے پریم میں میرا دل بے قرار ہے اُس کو بھی میری محبت کا آزار ہے۔ دونوں کا دل عشق کے کانٹے میں

تل رہا ہے - پروانہ جل رہا ہے - تو دیا بھی گھل رہا ہے -

دوہا

ہے شکر چوٹ اُس کے بھی دل پر لگی ہوئی
دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

پریمدا :- چلو جی اچھا ہوا - پیاری کا دل بھی اُسی پر آیا - جو اس کے لائق تھا - یہ اپسراؤں کی سردار ہے - تو وہ بھی پوروَنش کا سنگار ہے
انوسویا :- بھلا یہ کب ہو سکتا ہے - کہ نرمل ندی سمندر کو چھوڑ کر گندے سڑے جوہڑ میں گرے ، خوبصورت بیل آم کا پیڑ چھوڑ کر ببول کے درخت پر چڑھے -
پریمدا :- بہن ! اب اس کے علاج میں دیری نہیں ہونی چاہیئے -
انوسویا :- علاج کا تو یہی طریقہ ہے ، کہ ہیرے کو کھوج کر انگوٹھی میں لگا دیں پریمی کو پریمی سے ملا دیں -

دوہا

سودا کرا دیں گاہک سے جوبن کے مال کا ۔ ہم کام کریں بیچ میں پڑ کر دلال کا
پریمدا :- اس راز کا چھپانا تو مشکل نہیں - ہاں اُس کا ملنا محال ہے -
انوسویا :- میرے تو خیال میں آتا ہے - کہ اس کو پریت پتر (محبت نامہ) لکھیں اور پھولوں میں چھپا کر بھیجیں -
پریمدا :- تدبیر تو اچھی ہے - کہو شکنتلا تمہاری کیا مرضی ہے -
شکنتلا :- اس کا انجام مجھے سوچ لینے دو -
پریمدا :- سوچنے کی کون سی بات ہے تم لکھو تو - دیکھو کوئی اچھا سا بڑھیا دوہا بھی ضرور لکھنا -

شکنتلا:- ہاں دوہا تو ضرور لکھوں گی۔ مگر ڈرتی ہوں۔ کہیں وہ میرے خط کا نرادر نہ کرے۔ لوٹا نہ دے۔

دشینت:- (در پردہ) پران پیاری! کیا دشینت تیری تحریر کی تحقیر کرے گا۔ نہیں نہیں وہ تیرے بھیجے ہوئے کتے کی بھی توقیر کرے گا میں تو رات دن تیرے ہی نام کی مالا جپتا ہوں۔ تم اتنا تردد ہی کیوں کرتی ہو۔ میں تو خدمت کے لئے حاضر کھڑا ہوں۔ پیاری! رتن کو کیا ضرورت جو کسی جوہری کی تلاش کرے۔ جوہری خود رتن کی تلاش کرے گا

دوہا

میرے نصیب ایسے کہاں گھر تو مجھے بلائے
آنکھوں سے چل کے آؤں گر تو مجھے بلائے

شکنتلا:- ہاں مگر وہ دوہا کیا لکھوں (سوچتی ہے)

دشینت:- (در پردہ) آہا اس وقت کیسی اچھی تصویر ہے۔ کھلے ہوئے گالوں سے محبت کیسے صاف جھلک رہی ہے۔ یہ پھلواڑی کی خوشبو نہیں۔ بلکہ پیاری کی خوبصورتی ہی مہک رہی ہے۔

شکنتلا:- سکھی دوہا تو بہت بن گیا۔ مگر لکھنے کا سامان نہیں۔

پریمدا:- سامان کیوں نہیں۔ تو بولتی جا۔ میں اپنے ناخنوں سے اس کنول کے پتے پر لکھتی ہوں۔

شکنتلا:- تو لکھو۔ میں لکھواتی ہوں۔ (دوہا)

دوہا

مورے سر پر جو پڑی پیا تم جانت ناہیں
جانے کون اس بھید کو جو تمرے من ماہیں

دشینت :- (ظاہر) (دوہا) ؎

پیاری تیرے برہا میں ہوں میں بھی بے چین
دیکھ تمہاری بے کلی بے کل ہوں دن رین

دولو :- شبھ آگمن۔ (خوش آمدید) اچھے آئے۔ تمہارا آنا مبارک ہوا ؎

زخمِ دل کو آپ کا آنا ہی مرہم ہو گیا
درد تھا پیارنی کے دل میں جو وہ کچھ کم ہو گیا

پریمدا :- دیکھو تمہارے آتے ہی شکنتلا کا چہرہ اس طرح کھل گیا۔ جیسے مینہ برسنے کے بعد پیڑ کی پتیاں۔

انوسویا :- یوں کہو کہ سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا۔

؎

آپ کے آتے ہی ساری دُور دُبدا ہو گئی
سوکھی دھرتی پر ہے گویا آج برکھا ہو گئی

دشینت :- میرا آنا نہ آنا کیا۔ میں تو بن بلایا مہمان ہوں۔ تو بھی پیاس سے مرتا ہوا انسان اگر کسی کے گھڑے میں منہ ڈال دے۔ تو وہ سزا کے قابل نہیں۔

شکنتلا :- آپ سر آنکھوں پر آئیں (سواگت کو آگے بڑھتی ہے)

دشینت :- بیٹھو بیٹھو! پیاری۔ تاپ سے ستایا ہوا تمہارا لاغر جسم اس قابل نہیں۔ کہ میرے لئے کچھ دُکھ اُٹھائے۔ کہو دُکھ بھی دُور ہوا؟

پریمدا :- ہاں اب دوا ملی ہے۔ تو درد بھی ضرور کم ہو جائے گا۔ ؎

چرُا کے دل جو ہوئے بے وفا تم ہی تو ہو
جو اس کو درد ہے اس کی دوا تم ہی تو ہو

شکنتلا :- پیاری پریمدا - (کان میں کچھ کہتی ہے)
پریمدا :- شہریمان! شکنتلا کہتی ہے - کہ پہلی ملاقات کو بھول نہیں جانا -
دشینت :- یہ اُسی ملاقات کا نتیجہ ہے - کہ میں راج تاج کو بھول کر ایک بھکاری کی طرح تمہارے در کا آسرا ڈھونڈ رہا ہوں - دل تمہاری ہی یاد میں مشغول ہے -
شکنتلا :- دل کی اچھی کہی - دل تو رنواس کی سیر کر رہا ہو گا -
دشینت :- ہے مرگ نینی - مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں - تمہاری جُدائی کا پل بھر کے لئے بھی گوارا نہیں - اگر مجھے تمہارے دل کے گوشہ میں جگہ مل جائے تو اس کو سورگ سمجھوں -
انوسویا :- اور یہ بھی تو تمہاری ہے - اس کا دل و جان بھی تمہارا ہے - ؎

جیسی پیاری جنس تھی ایسی خریداری ہوئی
آپ پیارے اس کے اور یہ آپکی پیاری ہوئی

پریمدا :- ہم نے سُنا ہے - کہ راجہ لوگ بہت سی رانیوں کے پیارے ہوتے ہیں - مگر آپ ہماری سہیلی کو کسی طرح سے دُکھی نہ کرنا -
دشینت :- آج سے مجھے دنیا میں دو چیزیں زیادہ عزیز ہوں گی - ایک پرتھوی دوسری شکنتلا - اس کی محبت لازوال ہو گی - یہ سرچشمہ کبھی خشک نہیں ہو گا - چاہے اس کو پھولوں کی سیج پر نہ سُلا سکوں - مگر آنکھوں کی

تیتلی بنا کر رکھوں گا۔
شکنتلا:۔ مہاراج! میرا اپرادھ ہو تو معاف کرنا۔
دشینت:۔ یہ معافی تب ملے گی۔ جب اس پھولوں کی سیج پر آدھی جگہ ملے گی۔
پریمبدا:۔ ہاں اب بول۔
شکنتلا:۔ اری رہنے دے۔
پریمبدا:۔ دیکھ انوسویا۔ ہرنی کا بچہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے اس کو ماں سے ملا دیں۔
شکنتلا:۔ اور میں یہاں کیا اکیلی رہوں گی؟
پریمبدا:۔ اکیلی کیوں رہوں گی۔ یہ جو پاس میں ہیں۔ اب اِن کے ساتھ محبت کے پانسے کھیلنا۔ (جانا پریمبدا اور انوسویا کا)
دشینت:۔ آہا! میں کتنا خوش نصیب پروانہ ہوں۔ جو ایسے شمع پر نثار ہوتا ہوں۔ پیاری کیا تم مجھ سے الگ بیٹھو گی؟
شکنتلا:۔ کب میں نے کہا پیارے تم مجھ سے جدا بیٹھو
پہلو سے میرے تکیہ پہلو کو لگا بیٹھو
دشینت:۔ اِس سے پہلے کہ میں تمہارے پاس ایک ہی سیج پر بیٹھوں۔ یادگار کے طور پر محبت کی نشانی کے طور پر اپنی یہ انگوٹھی نذر کرتا ہوں۔ (انگوٹھی دینا)
شکنتلا:۔ میں اِس انگوٹھی کی ویسے ہی قدر کرونگی۔ جیسے اپنے پرانوں کی۔ مگر۔۔۔۔۔
دشینت:۔ پیاری ڈرو مت۔ گورو جنوں کا ڈر مت کرو۔ کنور شی

دہرم کو جانتے ہیں - کچھ دوشن نہیں دیں گے - بہتیری کارسی کنیا ئیں گندہرو ریتی سے بیاہی گئی ہیں -

شکنتلا :- تو مجھے بھی ایسا کرنے میں دھرم نہیں -

دشمینت :- وہ خوشی دل کی تھی - یہ روح کی خوشی ہے - وہ شرم سے اندر چھپی ہوئی تھی - یہ غرور سے باہر نکلی ہوئی ہے - آؤ پیاری بہار حسن لوٹیں - دنیا دی نعمتوں کا حظ اُٹھائیں - جو کچھ ہوگا - دیکھا جائے گا -

(گانا)

دشمینت :- آؤ پیاری گلے سے لگاؤ -
دونو باہیں ڈال کے گلے سے لگاؤ - آؤ پیاری -

شکنتلا :- واری جاؤں سانورِ یا پیارے
نین کے تارے - دل جانی ہمارے
نرگس کی آنکھ جھک گئی مارے خمار کے
خوش قسمتی سے آئے ہیں یہ دن بہار کے

دشمینت :- آؤ پیاری گلے سے لگاؤ -
تو چراغِ حسن ہے اور میں ہوں پروانہ ترا
تو ہے پیاری گر پری تو میں ہوں دیوانہ ترا
پیاری پیاری ادائیں دکھاؤ

ایکٹ پہلا پردہ پانچواں
راستہ جنگل!

(دشنیت کا داخل ہونا)

دشنیت:۔

کیا جھیلا وہ سماں خوشی وہ وصل کی سیراب کا
جو ابھی دیکھا ہے میں نے تھا وہ عالم خواب کا

ہو چکا۔ آرام اور چین کا زمانہ ختم ہو چکا۔ آہا! وہ ایک پھولا پھلا محبت کا باغ تھا۔ میں اس باغ کی بلبل تھا۔ پیار کے پودے پر وصال اور آنند کی شاخیں تھیں۔ جن پر جھول جھول کر میں چہکتا تھا۔ وہ ملاقات ایک طِلسمی بہار تھی۔ جس میں مُرادیں کِھلتی اور خوشیاں ہنستی تھیں۔ لیکن یہ یہ سب کچھ چھوڑ کر میں کدھر کو جا رہا ہوں۔

اے فلک جاؤں کدھر میں کوئے جاناں چھوڑ کر
بلبلِ نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر

پریم کے بھنور میں پھنس گیا۔ جس شجاعت سے دنیا کو سر کیا۔ اس نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ پیاری کے ساتھ گندھرو بیاہ ہو گیا۔ اب مجھے جانا چاہیئے۔ اور دائمی صحبت کا حظ اُٹھانے کے لئے سامان کرنا چاہیئے اس جنگل کے پوتر پھول کو توڑ کر اب رنواس کے چمن میں لگاؤں۔ اس خوبصورت شمع کی روشنی سے محل کو روشن بناؤں۔

یہ گلشن اُجڑنے کے لائق نہیں ہے!
یہ گل بن میں سڑنے کے لائق نہیں ہے

دُرک کر ہاں مگر یہ بن چھوڑ کر کہاں اور کیسے جایا جائے گا۔ قدم آگے

کو نہیں اٹھتا۔ دل کہتا ہے۔ وہیں چل جہاں وہ پھولوں کی سیج بچھی ہے۔ جہاں پیاری شکنتلا کی مسکراہٹ خوبصورت دنیا کو فتح کر رہی ہے۔ وہ یہی کمل کا پتہ ہے۔ جس پر پیاری نے مجھے محبت نامہ لکھا تھا۔ یہ اس کی باہوں سے گرا ہوا کمل نال کا کنگن ہے۔ ان نشانیوں کو دیکھکر یہاں سے جایا نہیں جاتا۔ یہاں وہ ایکبار پھر آجائے۔ تو پھر اُس کو کبھی بچھڑنے نہ دوں۔ یہ گھڑی قسمت سے ملتی ہے۔

سہ

عجب انداز تھا پیاری کا پہلو میں بٹھانے کا
مزہ کب بھول سکتا ہوں وہ چھاتی سے لگانے کا
اُدھڑ جاتے ہیں ٹانکے بخیۂ زخم جگر کے سب
تصور جب کہ گذرے ہے کسی کے مسکرانے کا

گانا

کیا جانے دل کو مرض یہ کیسے لگا دیا!
چنگے بھلے کو بھی ہے دیوانہ بنا دیا
لالہ کی طرح دل پہ کھلے داغ بے حساب
اِک عشق نے عجیب شگوفہ کھلا دیا
آوارہ اِس فلک نے کیا تاج دار کو
مٹی میں دل سا قیمتی گوہر ملا دیا
جی کھول کر نکالے نہ ارمان وصال کے
بدقسمتی نے ہجر کا یہ دن دکھا دیا

پھرتا ہوں اُس کی یاد میں اک مست کی طرح
کیا جانے کیا صنم نے پیالہ پلا دیا۔
پرماتما کے ہاتھ ہے ہو جیت یا کہ ہار
جو سر پہ عشق کی دل و جاں کو لگا دیا

تو کیا میں اب وطن کو واپس چلا جاؤں۔ شکنتلا اب مجھے نہیں ملے گی۔ کیا وہ مدھر راگ پھر اِن بدنصیب کانوں میں نہیں گونجے گا۔ وہ بانکی سج دھج آنکھوں کو پھر نظر نہیں آئے گی۔ میں آج تک یہی سمجھتا تھا۔ کہ عاشقوں کا مرغ بسمل کی طرح تڑپنا محض شاعروں کا تخیل ہے۔ مگر آج معلوم ہوا۔ کہ شاعروں کا یہ خیال روزِ روشن کی طرح سچ اور صاف ہے۔ بس اب مجھے چھتریوں کی سی ہمت سے کام لینا ہو گا۔ راج کاج کو بھی سنبھالنا ہو گا۔ اور پیاری کو ملنے کا بھی کوئی طریقہ نکالنا ہو گا۔

(جانا)

ایکٹ پہلا پردہ چھٹا

کٹ جنگل

(پریمداو انوسویا کا داخل ہونا)

انوسویا:۔ سکھی! ہماری پیاری شکنتلا کا گندھرب بیاہ ہوا۔ جوڑی بہت اچھی بنی۔ ور لائق ملا۔ کیا کہئے۔ کون سی خوبی ہے۔ جو اس میں نہیں۔ انداز میں دلفریب متانت۔ باتوں میں نغمہ کی دلآویزی۔ آنکھوں میں مروت اور حیا۔ شباب میں غرور اور وفا۔

ایک گل اور ایک بلبل وہ پتنگا وہ دیا
گویا قدرت نے انگوٹھی میں نگینہ جڑ دیا

پریمیدا:۔ مگر یہاں پھول ہے۔ وہاں خار ہے۔ جو خوشی کی ہوا میں اُڑتے ہیں اُن کی گردن پر غم بھی سوار ہے۔ قسمت نے بیچاری کو کوئی دن آرام سے نہ گذارنے دیئے۔

کہنے کو اِک گھڑی تو طبیعت بہل گئی!
آئی اِدھر اُدھر سے ہوا سی نکل گئی

انوسویا:۔ وہ کیوں؟

پریمیدا:۔ کیا تم نہیں جانتی۔ وہ راج رشی تپسویوں کا یگیہ پورا کرکے اپنی راجدھانی ہستنا پور کو چلے گئے۔ وہاں رنواس میں جا کر یہاں کی یاد رہے نہ رہے۔

ہم تم ہیں کس شمار میں اس کو ہزار ہیں
آئی ہے کس کو یاد خزاں کی بہار میں

انوسویا:۔ ایسے گنوان بلوان چھتری سے ہرگز یہ اُمید نہیں ہوسکتی کہ بیوفائی کرے۔ ایک بار اس کے سورگیہ آنند کا لطف اُٹھا کر اپنی پیاری سے رونمائی کرے۔

عورتیں ہیں یہ تو۔ جو خود غرض اور بے درد ہیں
قول کے ہوتے ہیں پورے جو کہ سچے مرد ہیں

پریمیدا:۔ واہ واہ! اس کی خاطر تو تم عورت ذات کو ہی کوسنے لگیں

سُنا نہیں مرد کا دل پتھر اور عورت کا دل موم ہوتا ہے۔ اور پھر بھارت کی دیویاں۔ جہاں سچا پریم ہو۔ سچے عشق کی لو لگی ہو۔ جس کو ایک بار پریتم کہہ دیا ہو۔ جس کو اپنا دل سونپ دیا ہو۔ اُس سے بے وفائی کرنا بھارت کی دیوی کا خاصہ نہیں۔

وفا کی رسم دنیا میں تو عورت نے بنائی ہے
وفاداری کی دیوی بن کے یہ دُنیا میں آئی ہے
خصوصیت وفاداری کی عورت نے ہی پائی ہے
وفا مردوں کو عورت ذات نے ہی تو سکھائی ہے

انوسویا:۔ یہ بات ہے۔

پریمودا:۔ ہاں بھارت کی ہلا خوبصورتی کے لئے اس قدر مشہور نہیں۔ جتنی کہ وفاداری کے لئے مشہور ہے۔

ایک عورت مر گئی تو اور کا آرام ہے
بے وفا مردوں کا فرقہ اِس لئے بدنام ہے
ہو گیا سو ہو چکا باقی خیال خام ہے
جیتے جی جلنا چتا میں عورتوں کا کام ہے

انوسویا:۔ ہاں بہن! شکنتلا کے بارے میں کنور جی سُنیں گے تو کیا کہیں گے؟

پریمودا:۔ وہ تو خوش ہوں گے۔ ان کا عہد تھا۔ کہ لائق ور سے شکنتلا کو بیاہیں گے اب ایسے ور سے زیادہ لائق کون ہوگا۔ اوہو ہم تو باتوں میں پڑ گئیں۔ آؤ پوجا کا وقت ہوگیا۔ پوجا کے لئے پھول چن لیں۔

(گانا)

آ سکھی پھول چنیں رنگ رنگ کے
دیکھو کھلا - بیلا - نکیلا - البیلا
چمپا چنبیلی کھلی لچکدار ڈالیوں میں جھومتی
ہار سنگار کے پھولن پر بلبل ہے گھومتی - (دوہا)
رس بھوگی بھنورا پھرے پھول کلی رس جان
نج جوبن کو دیکھکر چمپا کرت گمان ....!
چوسے کلی آئی رس پریم - پر نین مدن کے رنگ راگ سے
کوکو کولیا کا بول گونجے ہے بن جاگ رہے -
آؤ سکھی -
(ٹرانسفر)

آشرم کا ایک حصہ

(ایک ٹیلہ پر شکنتلا کا دشینت کی یاد میں اداس بیٹھے ہوئے دکھائی دینا)

(گانا)

لے گئے من میرا پردیسی پیا
دے گئے دکھ موہے تڑپ جیا
دئی نینا برچھی جگر میں ماری
کل نہ پڑتا ہے میں دکھ بھاری
بدھنا نے یہ بیر کہاں کا لیا - لے گئے

خیال آنکھوں کا ان کی یاں تلک دل میں سمایا ہے
مجھے سب لوگ کہتے ہیں اِسے پریوں کا سایہ ہے

ڈالی ڈالی متوالی جھومت ہوں۔
بن میں کوئلیا بن کر ڈھونڈت ہوں۔
کہاں گیئو میر ورسیا۔ لے گئے

زبانی:۔ مجھے پریم امرت کا ایک ہی گھونٹ پلا کر متوالی کر دیا۔ پیارے راجہ۔ کیا تم یہ جان کر مجھے یہاں چھوڑ گئے۔ کہ میں تم سے الگ رہ کر زندہ رہ جاؤں گی۔ نہیں اگر تمہارا ایسا خیال ہے۔ تو غلط ہے۔ وہی بن جو سورگ کا نمونہ تھا۔ اب سُونا نظر آتا ہے۔ ہر ایک چیز غم کے رنگ میں رنگی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ مینا کی بولیوں میں اب وہ شیرینی نہیں۔ ہرن کی کلیلیں نشتر غمزوں سے بھی زیادہ مکروہ معلوم ہوتی ہیں۔ برہا کے سمندر میں یہ جسم کی ٹوٹی پھوٹی کشتی ہلکورے کھاتی ہے۔ اس کو اچھالنے والی غم کی موجیں ضرور سویر یا دیر اس کو ڈبا دیں گی ؎

پہلے یہ اُمید تھی تم اِک نہ اِک دن آؤ گے
پر خبر کیا تھی کہ آؤ گے جدا ہو جاؤ گے

(غم میں سر نیچا کر کے سوچتی ہے۔ ایک طرف سے دُرباسا رشی اور دوسری طرف سے پھول لئے ہوئے پریمدا اور انسویا آتی ہیں)

درباسا:۔ (تھوڑی دیر شکنتلا کی طرف دیکھکر) ہیں یہ کیا۔ کنو رشی کا آشرم اور ایسا اندھیر۔ یہ کس [illegible] خیال میں اسقدر مدہوش ہے۔ کہ آتے جاتے کی خاطر بھی فراموش ہے۔ رشی آشرم میں مسافر کا ایسا نرادر۔ ایک تپسوی دوار پر کھڑا ہے۔ اور یہ کچھ دیکھتی نہیں۔ نہ بول نہ چال نہ
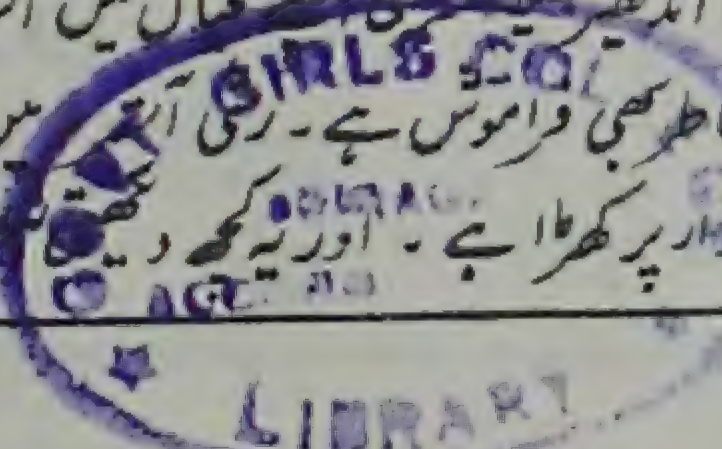
نہ پرسشِ حال ۔ نہ جل بھینٹ کا سامان ۔ نہ کھان پان ۔ گھر آئے کا ایسا ایمان ۔ اپنی خوبصورتی کا اتنا گمان ۔ جا بے خبر عورت! میرا شراپ ہے۔ کہ جس آدمی کی جدائی میں تو بے خبر دھیان لگائے بیٹھی ہے ۔ وہ بھی تیرا اس طرح نرادر کرے گا: تیرے لاکھ یاد دلانے پر بھی اس کو تیری یاد نہیں آئے گی ۔ وہی صورت جواب تک اس کی مشتاق آنکھوں کی روشنی ہے۔ پہلے جنم کی باتوں کی طرح اس کو بھول جائے گی ۔ ؎

ایسی پڑے گی سر پہ جو ٹالی نہ جائے گی
برہمن کی بات ہے کبھی خالی نہ جائے گی

پریمدا:۔ ہائے ہائے! بہت بُرا ہوا۔ درباسا رشی بھاری شراپ دے کر چلے گئے۔

انوسویا:۔ تو اب کیا ہو سکتا ہے ۔ تیر کمان سے نکل گیا۔ ہوا کا جھونکا قابو کی دیواریں پھاند کر مچل گیا۔

پریمدا:۔ شراپ بھی درباسا کا ۔ رام رام ۔ تقدیر کا لکھا مٹ جائے دہرتی اُلٹ جائے ۔ مگر اُن کی بات ضرور ہو کر رہے گی ۔ ضرور کوئی نہ کوئی مصیبت آئے گی ۔ اور بیچاری شکنتلا سہے گی ۔

انوسویا:۔ اب اس کا علاج؟

پریمدا:۔ علاج یہی ہے ۔ کہ دوڑ کر جاؤ ۔ پاؤں پڑو ۔ منت کرو۔ خوشامد سے نکالو ۔ جس طرح بن آئے ۔ درباسا کو منا لو۔

انوسویا:۔ شاید تو ان کی عادت سے واقف نہیں ۔ غصہ بھی ایسا ہے کہ چڑھا ہوا دریا اُتر جائے مگر ان کا غصہ نہ اُترے ۔

پریمدا:۔ نہیں ضرور چلو ۔ جیسا ہوگا ۔ دیکھا جائے گا ۔

(دونوں جاتی ہیں - پردہ گرتا ہے)

ایکٹ پہلا — پردہ ساتواں

راستہ جنگل

(درباسا رشی کا داخل ہونا)

درباسا :- کیا میری تپسیا کا بل بھی کوئی بچوں کا کھیل ہے۔ میں اپنے تپوبل سے پربت کو بھسم کر دوں۔ سمندر کو سکھا دوں۔ ہرے بھرے بادلوں کو آگ لگا دوں۔ ترلوکی کو پل چھن میں مٹا دوں۔ میں اور میرا انرآدر۔ میری بے عزتی میری بے آبروئی۔ اس کم سمجھ لڑکی کو بھگتنا پڑے گا۔ اور اچھی طرح بھگتے گی۔ اب اس کا کوئی علاج نہیں (پریمدا کا آنا)

پریمدا :- علاج بھی تو تمہارے ہاتھ ہے۔ ہے رکھشیروں کے سرتاج۔ دھرم کے اوتار۔ ایسا کرودھ ایک معصوم لڑکی پر ایسا ظلم۔ ذرا سوچو۔ گیان کے نیتر کھول کر غور کرو۔ جو معصوم نازک لڑکی پھولوں کی ٹوکری نہیں اٹھا سکتی۔ وہ آپ کے شراپ کی کڑی مصیبت کا بوجھ کیسے اٹھا سکے گی۔ رشی سرشیٹ! برہمن ہو کر ایسی معصوم ہتیا مت کرو۔

۵

جل کے تم بادل ہو تم سے آگ کی آشا نہیں
جو کہ گیانی ہے وہ غصہ اسقدر کرتا نہیں
آپ تو پیدا ہوئے ہیں نیکی کمانے کے لئے
پرانیوں کو پاپ اور دکھ سے چھڑانے کیلئے

دُرباسا:۔ لڑکی تو کیا کہتی ہے۔ جو وچن کہہ دیا۔ وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

سے

بات جو کہہ دی زباں سے بے اثر جاتی نہیں
پھول سے خوشبو گئی پھر لوٹ کر آتی نہیں

پریمدا:۔ شریمان! غصّے کی غذا ہے۔ اس منحوس غصّے کو تلانجلی دو۔ ویدشتروں سے شدھ کی ہوئی زبان سے کسی جیو کے دُکھانے کا وچن اُچارن کرنا زیبا نہیں۔ غریبوں کا ستانا اچھا نہیں۔ ہے برہمن دیوتا!! اب چھما کرو۔ ہماری پیاری کو دیا ہوا شراپ واپس لے لو۔ تم ہی نے لگائی ہے۔ تم ہی بجھا سکتے ہو۔ تم نے دھری ہے تم ہی اٹھا سکتے ہو۔ غلطی ضرور ہوئی لیکن انجان میں۔ وہ آپ کے پرتاپ کو نہ جانتی تھی۔ دیکھو! تم دیالو ہو۔ پھول کی پنکھڑی پر جلتا ہوا پانی مت چھڑکو۔

سے

اک زباں ہل جائے تو سوچو تو کیا ہو جائے گا
آپ کا بگڑے گا کیا اس کا بھلا ہو جائے گا

دُرباسا:۔ ہم اپنے وچن کو آپ ہی جھوٹا کرنے لگ جائیں۔ تو پھر دنیا کا کیا ٹھکانہ ہے۔

پریمدا:۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ سوامی! اُس غریب بے کس لڑکی پر ترس کرو بڑے آدمیوں کا دیوہار اس درخت کی طرح ہے۔ جو دوسروں کو سایہ دے کر اپنے سر پر طوفان اور بارش کی بوچھاڑ سہتا ہے۔ اور اتنے پر بھی ہمیشہ اپنی مریادہ کے اندر رہتا ہے۔ سے

نیائے کاری کے لیے لازم ہے یہ انصاف ہو
ایک بالک کی ہے یہ غلطی پر بھ اب معاف ہو

دربار سامان۔ شراب تو ضرور اپنا اثر دکھائے گا۔ اس کا ہی اس کو بالکل بھول جائے گا۔ ہاں اتنا کر سکتا ہوں۔ کہ وہ اس کو اپنی انگوٹھی دکھلائے گی۔ تو اُس وقت اُس کی یاد آجائے گی۔ تب وہ جان جائے گا۔ کہ میری اور اس کی کبھی ملاقات ہوئی تھی۔ پریم محبت کی بات ہوئی تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

(ٹرانسفر)

(راجہ دشنیت کا اپنی بے شمار رانیوں کے ساتھ ہنسی خوشی کھیلتے دکھائی دینا۔ شکنتلا کو بھول جانے کا ایک نظارہ)

(ڈراپ)

ایکٹ دوسرا سین پہلا

ہون کنڈ۔ رشی آشرم

(کنو رشی کا داخل ہونا)

کنو:۔ اوشدھی پتی چندرمان اس وقت غروب ہونے کی تیاریاں کر رہے ہیں گرہ پتی سوریہ دیوتا ارن کو اپنا سارتھی بنائے طلوع ہونا چاہتے ہیں۔ یہ چڑھنا اور ڈوبنا ہی ان دیوتاؤں کی حیثیت کو بڑھاتا گھٹاتا ہے۔ ان کا گھٹنا بڑھنا ہی دنیا کے اتار چڑھاؤ کی نظیر ہے۔ وہی کمودنی جو چاند کی روشنی میں خوب صورت دکھائی دیتی ہے۔ اب چاند کے چھپ جانے پر آنند نہیں دیتی۔ صرف ایک خوشبو باقی ہے۔ انیسی کملا گئی ہے۔ گویا ستی عورت اپنے پیارے کے دیوگ میں مرجھا رہی ہے۔ پتوں پر اُس کی بوندوں میں ارن کیسی زیب دیتی ہے۔ وہی چندرمان جو پہاڑوں کے سرتاج سمیرو

پربت کے سر پہ پاؤں دھرتا اور اندھیرے کو مٹاتا ہوا آسمان کے عین درمیان تک چڑھ گیا تھا۔ اپنی روشنی کو کھو کر نیچے کو گرتا ہے۔ عین اسی طرح بڑے آدمی اس دنیا کے اندر اقبال کی چوٹی پر چڑھتے ہیں۔ اور پھر دنوں کی گردش سے نیچے گر پڑتے ہیں۔

سو

ایک حالت پر کبھی دنیا میں کچھ رہتا نہیں
ایک سی دھارا لئے دریا کبھی بہتا نہیں
چاند کا چڑھنا اُترنا ہے ثبوت اس بات کا
کچھ بھروسہ ہی نہیں انسان کی اوقات کا

چیلا:۔ گورو مہاراج۔ آ گیا ہو۔ تو یگیہ شروع کر دیا جائے

کنّو:۔ ہاں بیٹیا۔ شبھ کام میں دیری نہیں ہونی چاہیئے۔

(سب کا اگن کنڈ کے پاس بیٹھ کر آہوتی دینا)

(منتر)

تسما دو میتو دا ہا۔ یگیہ دان تپہ کرپا
پہ رر نیئے۔ ودبا کولتا
سنت برہا وادیہ نام

آکاش بانی:۔ ہے برہمن جیسے ہوم کی اگنی سے شمی گربھ وتی ہوتی ہے ویسے ہی تیری بیٹی شکنتلا نے پرتھوی کی رکشا کے لئے بھارت نریش راجہ دشنیت سے ایک آنش تیج لیا ہے۔

کنّو:۔ آکاش بانی۔ میں نے جانی۔ خوشی کی بات ہے۔ آنند کا مقام ہے۔ بڑا ہی شبھ کام ہے۔ میرا مطلب بر آیا۔ شکنتلا کے لئے جیسے ور کی مجھے تلاش تھی۔ ویسا ہی ملا۔ اس وقت راجہ دشنیت سے

بڑھ کر تپسوی اور پرتاپی راجہ ایک بھی نہیں - اب میں لڑکی کو زیادہ دُکھی نہیں کروں گا۔ جس راجہ سے اس کا گندھرب بیاہ ہوا - اُسی کے رنواس میں آج ہی اُسے روانہ کردوں گا - اِس قیمتی رتن کو اُس قابل جوہری کے پاس بھیج دوں گا - جاؤ۔ بیٹا شکنتلا کی سہیلیوں سے کہہ دو - کہ وہ ستناپور کو شکنتلا کے بدا کرنے کی تیاری کریں - اور تپسوی جنو۔ تم سب اُس کنیا کے لئے سچے دل سے پرارتھنا کرو - آشیرواد دو -

پہلا:- ہے راج دودھو تو اپنے پتی کی پیاری ہو-

سے

تو پتی سے ہو نہ نیاری اس جگت میں ایک دم
تو پتی کی ہو پریہ تجھ کو پتی ہو پران سم

دوسرا:- تو ویر بیٹے کی ماتا بنے -

سے

چکرورتی ہو ہر اک سندر سبھا میں مان ہو
ساری دنیا کو وجے کر لے جو وہ سنتان ہو

(سب کا جانا شکنتلا اور سہیلیوں کا گاتے ہوئے داخل ہونا)

(گانا)

آؤ آؤ پیاری کو سجائیں
نو دولہنی بنائیں ...... پیاری کو
سولہ سینگار کریں - پھولوں کو وار کریں
منگل گان گائیں .... پیاری کو

گ

بنا کر پھول کے گجرے سجائیں جسم پر ایسے !
لدی ہوں پھول اور پتوں سے نازک ڈالیاں جیسے
بالوں میں سنگار اور گلے میں ہار ہو۔
ہاتھوں میں کنگن نتھ ناک میں پہنائیں۔ پیاری کو

گ

آنکھوں میں اس صفائی سے کاجل کی دھار ہو
بینی چھری ہو جیسے چمکتی کٹار ہو
پاؤں میں پازیب ہو۔ ایسی دلفریب ہو
جس کو رشی راج دیکھ لوٹ جائیں۔ پیاری کو

پریمدا:۔ پیاری شکنتلا۔ تمہاری کیسی من موہنی صورت ہے۔ تمہارے اس نازک بدن کو تو بڑھیا گہنوں اور اعلیٰ پوشاک کی ضرورت ہے۔ کیا کریں۔ یہاں آشرم میں تو پھول ہی ہمارے زیور اور پتے ہی ہماری قیمتی پوشاک ہیں۔

گ

سادگی زیبا ہے اور سادہ دلوں کی شان ہے
سادھو پرشوں کا یہی اچھا برا سامان ہے
(گوتمی اور ایک چیلا آتا ہے)

گوتمی:۔ لو پریمدا۔ پتا جی نے شکنتلا کے لئے یہ زیور اور کپڑے دیئے ہیں پہناؤ۔

پریمدا:۔ بن میں یہ کہاں سے آئے۔ راجوں کے سے قیمتی زیور بن باسی

کہاں سے لائے ہیں؟

گوتمی:- مہاتما کیشپ کی آگیا ہوئی۔ کہ شکنتلا کے لئے درختوں سے پھول توڑ لاؤ۔ آگیا ہوتے ہی فوراً کسی بن دیوی نے اپنا نازک ہاتھ نکالا۔ اور یہ زر نگلیں کے دامن میں ڈالا۔

پریمدا:- پھر کیا ہوا۔

گوتمی:- پھر یہ سفید ساڑی دی۔ مہاور کے لئے لاکشا رس دیا۔ یہ کیشپ رشی کا پرتاپ ہے۔

جس طرف دیکھا اُدھر ہی خاک کا زر ہو گیا
وہ زباں ہلتے ہی سب سامان حاضر ہو گیا

انوسویا:- آہا۔ کمل کے بکر ند کو بھونرے کی نکھی بھی سر جھکاتی ہے۔

گوتمی:- بن دیوی سے ایسے انمول جہیز کا ملنا اچھا شگون ہے۔ شکنتلا کو سسرال میں دولت کا داتا ہو گا۔

(کنو کا داخل ہونا)

کنو:- (خود) آج شکنتلا اپنے پیارے پتا سے جدا ہو جائے گی جسم سے آتما نکل جائے گی۔ آکاش ہوا سے خالی ہو جائے گا۔ پھولوں سے خوشبو اُڑ جائے گی۔ ندی جل ہین ہو جائے گی۔ آہ! محبت کے جوش میں آنسو ہیں۔ کہ اُمڈے چلے آتے ہیں۔ جب ایک بن باسی کی یہ حالت ہو رہی ہے۔ تو پھر نہ جانے گرہستی لوگ کس دل اور جگر سے اپنی بہو بیٹیوں کو جدا کرتے ہوں گے۔

پچھتائیں کیوں نہ رتن کو مٹی میں ڈال کر
دینا ہے یہ تو گویا کلیجہ نکال کر

ہاں - مگر جب یہ خیال آتا ہے - کہ بیٹی بھاگیہ وان گھر میں جا رہی ہے سُکھ پائے گی - آنند سے رہے گی - تو دھیرج بندھ جاتا ہے -

شکنتلا:- پتا جی کو پرنام -

کنو:- جُر جیو ہو بیٹی - جیسے راجہ یَیاتی کو شرمشٹا ہوئی - شچی اِندر کو پیاری ہوئی - ویسے ہی تو اپنے پتی کی پیاری ہو - جیسے پتر شرمشٹا کے پیدا ہوا - ویسے ہی چکر ورتی پتر تیرا ہو -

چیلا:- رشی کے وچن ستیہ ہوں گے -

کنو:- آؤ - اب تپاشن کی پردکشنا کر لو - (پردکشنا کرنا، جو آگ بنائی اور ہوی کے گندھ سے پاپوں کا ناش کرتی ہے - وہی آگ تیری رکشا کرے (اِدھر اُدھر دیکھ کر) آؤ اِدھر آؤ ساتھ جانے والے برہمن کہاں ہیں؟

ہے تپو بن کے درکشو - جس شکنتلا نے تمہارے بنا سینچے کبھی جل نہیں پیا - جس نے تمہارے پھول پتوں کو پرانوں سے زیادہ عزیز جانا - آج پتی کے گھر جانے کے لئے تم بھی اس کو منگل آگیا کرو -

آکاش بانی:- (درختوں سے آواز) شکنتلا کو سفر مبارک

پریمدا:- دیکھ پیاری - تیری جُدائی سے نہ ہی صرف ہم دُکھی ہیں - بلکہ سارے بن میں ایک گونہ اُوداسی چھا رہی ہے - پھلواڑی مُرجھا رہی ہے ہرنوں نے گھاس چرنا چھوڑ دیا - مور ناچنا بھول گئے - پتے آگ سے پیلے ہو ہو کر آنسوؤں کی طرح ٹپ ٹپ زمین پر گر رہے ہیں -

کوئی خالی نہیں ہر پھول اور کانٹے کو اک غم ہے
جدھر دیکھو اُداسی ہے جہاں بھی دیکھو ماتم ہے

شکنتلا:۔ پتاجی۔ اجازت ہو۔ تو میں اس مادھوی (نام) لتا (بیل) سے مل لوں۔ یہ بیل تو مجھے بہن کی طرح پیاری تھی۔

کنو:۔ ہاں ہاں بیٹا۔ اپنا ارمان نکال لو۔

شکنتلا:۔ پیاری لتا۔ تو آم کے پیڑ سے لپٹ رہی ہے۔ ذرا باہیں تو کھول میں اب تجھ سے دُور جا پڑوں گی۔ جاتی بیر تو ہاتھ پسار کر بھینٹ لے۔

گانا

کچھ منہ سے بول۔ پوچھ تو۔ پیاری کو پیار کر
آ مل لے مجھ سے ہاتھ یہ دونوں پسار کر

کنو:۔ بیٹی گھبرا نہیں۔ میں اس بیل کا بیاہ بھی اس آم کے ساتھ کردوں گا تو فکر نہ کر اور بدا ہو۔

شکنتلا:۔ سکھیو۔ اس لتا کو میں تمہارے سپرد کرتی ہوں۔

پریمبدا:۔ اور ہمیں۔ (روتی ہے)

کنو:۔ مت روؤ۔ تمہاری شکنتلا تو سُکھ بھوگنے جارہی ہے۔ خوشی کا مقام ہے۔ رونے کا کیا کام ہے۔

شکنتلا:۔ میرا آنچل کس نے پکڑ لیا؟

کنو:۔ یہ وہی ہرنی کا بچہ ہے۔ جس کو تو نے پتر کی طرح پالا۔

شکنتلا:۔ بچے جا۔ اب تجھے پتاجی پالیں گے۔ دیکھ۔ مجھے نہ بسارنا میں بھی تجھے نہیں بھول سکتی۔

سارنگھی:۔ مہاراج۔ اب دیری کرنے کا وقت نہیں۔

کنوو۔ اب جاؤ بیٹا بدا ہو۔ ہے شارنگ رو جب تو راجہ سے ملے۔ تو میری زبانی پرارتھنا کر دینا۔ کہ ہے راجن۔ ہم تپسویوں کو تپ کے دھنی جانو۔ اور اپنے خاندان اور اُس کی آن کو وچار کر اس لڑکی کو اور دوسری رانیوں کی طرح رکھیو۔ اور زیادہ محبت یا پیار تو کنیا کی اپنی قسمت کی بات ہے۔ اور شکنتلا تو بھی سُن۔ جب تو رنواس میں جائے۔ تب پتی کی عزّت اور بڑوں کا آدر کرنا۔ سوتوں میں حسد اور کینہ مت رکھنا۔ سہیلیوں کی طرح اُن کی خدمت کرنا۔ پتی بُرا بھلا بھی کہہ دے۔ تو بھی اُس کے حکم سے ہرگز باہر مت جانا۔ نوکر چاکروں کو ایک سا سمجھنا۔ خود غرضی سے دُور رہنا۔ جو بہو بیٹی اس دھرم سے چلتی ہے۔ وہی گرہستی کہلاتی ہے۔ لوک پرلوک سُکھ پاتی ہے۔ اور سُن۔ پتی برتا عورت کا یہی دھرم ہے۔ پتی سامنے آئے۔ تو اُٹھ کر عزّت کرنا۔ ہنس کر بولنا۔ جو کچھ وہ کہے۔ عاجزی سے سر نیچا کر کے سُننا۔ نظر ہمیشہ اُس کے چرنوں میں رکھنا۔ بیٹھنے کو اپنے اونچا اور اُوتم آسن دینا۔ پتی کی سیوا نوکر چاکر سے نہیں بلکہ اپنے ہاتھوں سے کرنا۔ پتی سے پیچھے سونا اور پہلے جاگنا۔ یہی اُوتم عورتوں کا دھرم ہے۔

(گانا)

سوامی کو جگدیش مانو گرہست کا یہی سار ہے
دھنیہ ناری ہے وہی جس کا پتی پر پیار ہے
سوامی کی بھگتی سے ہی ناری کا بیڑا پار ہے
دھنیہ ہے ناری وہی جس کا پتی آدھار ہے

ہے پتی سے جو دِ مُکھ اُس کو سدا دھکار ہے

دھنیہ ہے ناری وہی پت کی جو خدمت گار ہے

دیو پُوجا بِن پتی سیوا کے سب بے کار ہے

ایک پتی ہی ناری کے آنند کا بھنڈار ہے

اک پتی برتا کو ہی دیکنٹھ پر ادھیکار ہے

دھنیہ ہے ناری وہی جس کا پتی سنگار ہے

گوتمی :۔ بٹیا۔ اب پتاجی کے اُپدیش کو ہردے میں دھارن کرو۔ پتی دیو کا نام اُچارن کرو۔ اور ان سہیلیوں کو اجازت دو۔

شکنتلا :۔ کیا یہ مجھ سے جُدا ہوتی ہیں؟ کیا میں پتا کی گود سے الگ ہونا چاہتی ہوں۔ ہائے۔ ملیاگری سے اُکھاڑے ہوئے چندن کے پودے کی طرح بے ہوئی دھرتی پر میں کیسے جیوں گی؟

کنو :۔ بٹیا۔ جب تو گھر کی دھنی ہو گی۔ راجہ پتی ملے گا۔ پُتر کا جنم ہو گا۔ تو یہ سب دُکھ بھول جائے گی۔ یہی سنسار چکر ہے۔

پریمیدا :۔ اور سکھی۔ اگر راجہ پریم وش کچھ شک کرے۔ تو اُس کو یہ پہنی ہوئی انگوٹھی دکھلا دینا۔

(گانا)

جاؤ جاؤ پیاری پتی پیارے کے گھر جاؤ

پیارے پتی کے گھر جاؤ۔

سوامی کے سنگ رہو چین سے ہنس رس پتی کو رجھائیو

میٹھی میٹھی بولی اَرج برج کیجو

سیوا سے سوامی کا من جیت لیجو
سدا پتی پریم کو ہی نیم دھرم جاننا
ایک پتی دیو کو ہی جگت دیو ماننا
سیوا سے سوامی کی پتی جگت میں پاؤ۔ جاؤ۔ جاؤ۔
(سب کا جانا)

ایکٹ دوسرا

پردہ دوسرا

اگلا محل

(اندر سے گانے کی آواز آتی ہے)

(گانا)

تم بھنورے مدھو کو نت چاکھو
(دشنیت اور ماڈھویہ کا آنا)

دشنیت:۔ دیکھو دوست۔کیسا مدھر گیت گایا جا رہا ہے۔سنو تو کیسا پیارا اور میٹھا کانوں کو لبھا رہا ہے۔

(گانا) (اندر سے)

بھنورے تم مدھو کے چاکھن ہار
آم کی رس بھری مُرول منجری تاسوں برت اپار

بار بار نت رس لینے کو دوڑے تو کر نیم
کیوں کل آئی کمل لبیرے بھولے کیوں پیاری کا پریم

ماڈھویہ:۔ واہ واہ۔ بہت اچھا گایا۔ مہاراج اس کا کچھ مطلب بھی سمجھ میں آیا۔ آخر یہ جلا بھنا گیت کس نے گایا؟

دشینت:۔ یہ میٹھی اور سُریلی آواز تو رانی ہنس پلکا کی ہے

ماڈھویہ:۔ جب ہی تو یہ شکوہ و شکایت ہے۔

دشینت:۔ ہاں پہلے میرا ہنس پلکا سے پیار تھا۔ اب دسومتی سے محبت ہے۔ اس لئے رانی گلہ کرتی ہے۔ کہ تم تو بھنورے کی طرح جہاں رس دیکھا۔ اسی ڈالی کی طرف جھک گئے۔ جدھر سے خوشبو کی لپٹ آئی اُسی گل کے چومنے کو دوڑے۔

ماڈھویہ:۔ جب ہی تو آپ لٹو کی طرح کبھی اِدھر کبھی اُدھر گھوم جاتے ہو۔ واہ جی واہ۔ بے وفاؤں کی فہرست میں آپ کا نام اوّل نمبر پہ لکھوانا چاہئیے۔

ص

آج اِس سے ہے تو کل اُس سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے

دشینت:۔ تم سچ کہتے ہو۔ مگر میں دل سے مجبور ہوں۔ جا میری طرف سے رانی کو سمجھا۔ اور کہہ دے۔ کہ میں اسی لائق ہوں۔ تم مجھے جتنا کوسو۔ اتنا ہی تھوڑا ہے۔

ص

یہ دو دلی ہے جس کی زنجیر میں پھنسا ہوں
میں مانتا ہوں پیاری میں سخت بیوفا ہوں

ماڈھویہ :۔ غلطی تمہاری اور شامت ہماری۔ بھائی تمہاری طرف سے میں معافی مانگ لیتا ہوں۔ (جانا)

دشمنیت :۔ مجھے کسی خاص رانی سے پریت نہیں۔ اس گیت کو سن کر ہی دل پر اُوداسی سی چھا گئی۔ خوبصورت چیز اور سُریلا راگ کس کو نہیں بھاتا۔

(جانا)

ماڈھویہ :۔ اچھا ٹالا۔ لیجئے اور سُنئے۔ قصور کس کا اور سزا بھگتے کون واہ جی واہ۔ ہمارے مہاراج بھی عجیب ڈھنگ کے آدمی ہیں۔ اور کیوں نہ ہو۔ آدمی وہی اچھا جس کی ایک ہی بیوی ہو۔ ایک ہی سے پیار ہو۔ یہ نہیں۔ کہ ایک تو بیٹھی رووے۔ اور دوسرا گلے کا ہار ہو۔ آج اس کا جوبن لوٹا۔ کل اس کا مزہ چکھا۔ مجھ سے پوچھو۔ تو ایسا دوغلہ آدمی بھی کام کا نہیں۔

(کنچکی کا داخل ہونا)

کنچکی :۔ کیوں شریمان؟

ماڈھویہ :۔ آیئے مہربان۔ کھولیئے زبان۔ کیا ہے فرمان۔

کنچکی :۔ رشی کنو کے چیلے آئے ہیں۔ شری مہاراج کی سیوا میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔

ماڈھویہ :۔ بھیا۔ مہاراج تو ابھی لمبی تان کر سو گئے ہوں گے۔ اس کو کیسے جگایا جائے۔ اس کے آرام میں وگھن پڑے گا۔ تو جوتے جھاڑ کر مجھ سے لڑے گا۔

کنچکی :۔ جس آدمی کے سر پر رعیت پروری کا بوجھ ہے۔ اس کے لئے آرام رام رام۔ سورج کو آرام سے کیا کام۔ ہوا چلتی ہی اچھی ہے۔

زمین کا بوجھ شیش ناگ اُٹھاتا ہے۔ اور راجہ کے سر پہ ساری سلطنت کا بوجھ ہے۔

گ

بڑھ کے راجہ سے کسی کا بھی فرض مشکل نہیں
اک گھڑی کا بھی اُسے آرام کچھ حاصل نہیں
جنم ہے اس کا پرتھوی کو بچانے کے لئے
اک وجود پاک ہے راجہ زمانے کے لئے

باڈھویہ:۔ یہ تو تم سچ کہتے ہو۔

کنچلی:۔ ہاں راجہ صرف سُنہری آسن پر بیٹھنے۔ خوبصورت عورتوں کی صحبت کرنے۔ خزانے جمع کرنے۔ حکم چلانے۔ اچھے اچھے بھوجن کھانے۔ بڑھیا اور قیمتی پوشاک پہننے اور عالیشان محلوں میں رہنے کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ راجہ کا فرض ہے۔

گ

سلطنت سے دُور کر دے ظلم اور بیداد کو
اپنے کانوں سے سُنے مظلوم کی فریاد کو
پاپ کی ہستی نہ چھوڑے دھرم کے پرچار سے
دشمنِ ایماں کی سر کوبی کرے تلوار سے

باڈھویہ:۔ راجہ کا اور کیا فرض ہے۔ اور وہ کس مطلب کے لئے ہے۔

کنچلی:۔ دُوسروں کے دُکھ سے دُکھی ہونے کے لئے۔ چھاتے کی طرح اپنے سر پہ بارش، برف اور طوفان برداشت کرنے کے لئے۔ رعیت کی خاطر میدانِ جنگ میں اپنی جان لڑانے کے لئے۔ غریبوں کا دُکھڑا سُننے اور اُس کو مٹانے

کے لئے۔ اپنی پیاری پرجا کے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے

۵

راجہ وہی ہے جو کہ مرض کی دوا بنے
رعیت کے دشمنوں کے لئے جو بلا بنے
بھوکا رہے خود اور کھلائے غریب کو
دشٹوں کو دے سزا نہ ستائے غریب کو

(گانا)

بھوپ ہے اوتم وہی جو دھرم کا اوتار ہو
اپنے بیٹوں کی طرح جس کو پرجا پر پیار ہو
ہو سکھی سکھ سے پرجا کے اور دکھ سے ہو دکھی
دلیش بھگتوں کا ہو رکھشک دردخواہ غم خوار ہو
ویر ور کو مان دے۔ گیانی گنی پر جان دے
ہر سبھا راجہ کی اک انصاف کا دربار ہو
لے امیروں سے جو زر دیدے غریبوں کو اُسے
فیض میں دریا ہو منصف طبع ہو بیدار ہو
دوستوں کے واسطے آرام ہو سب راج کا
دشمنوں کے واسطے تلوار جوھر دار ہو!
چھوڑ دے آرام کو اور قتل کر دے کام[1] کو!
دھرم کارج میں ہمیشہ رات دن تیار رہو،

مادھویہ:- میں تمہاری بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ چل بھیا۔ میں

[1] خواہش نفسانی

مہاراج کو ابھی کان سے پکڑ کر جگاتا ہوں۔

(دونوں کا جانا - اور گوتمی ۔ شکنتلا اور کنور رشی کے چیلوں کا آنا)

شکنتلا:- ہے دیوی ۔ میری داہنی آنکھ کیوں پھڑکتی ہے۔

گوتمی:- دیو اچھی کرے گا ۔ بھرتار کے کل دیوان بدشگونیوں کو مٹا کر تجھے سکھ کے جھولے میں جھلائیں گے۔

سو

غموں سے تجھ کو چھڑا کر خوشحال کر دیں گے
مٹا کے ساری تباحت نہال کر دیں گے

شکنتلا:- اے دل تو مت گھبرا۔

سو

مجھے بھی تیرا حوصلہ دیکھنا ہے
محبت کی منزل کا دکھ بڑا ہے
ذرا ٹھہر اور دیکھ ہوتا ہی کیا ہے
وہ تھی ابتدا اور یہ انتہا ہے

(ٹرانسفر)

(راجہ دشینت کا مرصع گدی پر بیٹھے ہوئے دکھائی دینا)

دشینتا:- (گدی سے اٹھ کر) بن باسیوں کو پرنام

چیلا نمبر ۱:- آیش مان بھو - راجہ ہم لوگوں کو مان نہ دیں - تو پھر دوسرا کون ادر کرے - پھل دار درخت نیچے کو جھکتا ہے - بادل جل سے بھر کر لوٹتا ہے۔

راج پروہت:- شریمان - ویدرپتی سے بن باسیوں کا آدر

ستکار کر دیا ہے۔

دشینت:۔ اب رشی لوگوں کی آگیا سُنئے۔

چیلا نمبر ا:۔ مہاراج کی جے ہو۔

شارنگ:۔ منورتھ سدھ ہو۔

دشینت:۔ جب تپ تو بے کھٹکے ہوتا ہے؟

شارنگ:۔ کیوں نہ ہو۔

ع

جب کہ رکھوالے ہمارے آپ سے مہاراج ہوں
کیوں مُنی لوگوں کے پھر سیدھے نہ سارے کاج ہوں
جب تلک سُورج فلک سے روشنی پہنچائے گا
تب تلک کیونکر اندھیرا اس زمین پر آئے گا

دشینت:۔ جب تو میرا راج گدی پر بیٹھنا زیبا ہوا۔ کہو لوک ہتکاری کنو رشی تو آنند سے ہیں۔

شارنگ:۔ راجن، آنندہ دھرم پر اُن لوگوں کے بس میں رہتا ہے رشی مہاراج نے آپ کو آشیرواد دے کر کہا ہے۔

دشینت:۔ کیا آگیا کی ہے؟

شارنگ:۔ کہ آپ نے میری اس دشکنتلا کی طرف اشارہ کرکے) کنیا کو گندھرو ریتی سے بیاہ لیا۔ مجھے سر آنکھوں پر منظور ہے۔ جس طرح آپ خوبیوں کے بھنڈار ہیں۔ اسی طرح اس لڑکی میں بھی گن بے شمار ہیں۔ آپ کا نام دھرم کے آسمان کا آفتاب ہے۔ تو یہ بھی ست پن میں لاجواب ہے۔

ع

ایسی کنیا کی ہو شادی بھوپتی کے ساتھ میں
شکر ہے جاتا ہے گوہر جوہری کے ہاتھ میں

دشینت: - ہیں یہ کیا ڈھونگ ہے؟

شکنتلا: - (در پردہ) راجہ کا یہ وچن تو نرا آگ کا شعلہ ہے۔ زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔

پروہت: - راجن! آپ تو لوک آچار کی باتیں جانتے ہیں۔ بیاہی عورت کتنی ہی پتی برتا کیوں نہ ہو۔ میہر (میکے) میں رہنے سے لوگ اس پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ بقول ٹھاکر جی کے سیس پر یا حسینوں کے گلے کے ہار میں ہی سہاتے ہیں۔

دشینت: - کیا میرا کبھی اس سے بیاہ ہوا؟

شکنتلا: - (در پردہ) جس بات کا ڈر تھا۔ وہی آگے آئی۔

شارنگ: - راجن! کیا اپنے کیئے سے منکر ہونا۔ بلاوجہ دھرم کو چھوڑنا آپ کو مناسب ہے۔

ہ

ہلتی نہیں پتھر کی شلا دھار کے نیچے
چھوڑے نہ کبھی دھرم کو تلوار کے نیچے

دشینت: - تم اس خیالی قصے کا ذکر کیوں کرتے ہو؟

چیلا: - (شارنگ سے) مہاراج۔ جن کو اقبال کا نشہ ہوتا ہے۔ ان کا دل یکسو نہیں رہتا۔

دشینت: - ایسے سخت کلمے میرے لئے۔

چیلا: - تو کیا اس لڑکی سے آپ کی ملاقات کبھی نہیں ہوئی؟

دشینتا :- ملاقات کیسی ؟ میں نے تو اس کا ذکر بھی کبھی نہیں سُنا۔
گوتمی :- (شکنتلا سے) بیٹی - اب تھوڑی دیر کیلئے لاج شرم کو چھوڑ دو۔ میں تیرا گھونگٹ کھول دوں جس سے تیرا پتی تجھے پہچان لے۔ اس آئینے میں اس کو اپنا کرم دکھائی دے۔

(گھونگٹ کھول دیا)

دشینت :- (درپردہ) واقعی پری ہے۔ خوبیوں سے بھری ہے۔

ع

دونوں رُخسارے ماہ پیارے ہیں !
گورے گورے ہیں پیارے پیارے ہیں

ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی - ایسی خوبصورت چیز کو چھوڑ دوں - تو مشکل - نہ چھوڑ دوں تو مشکل - اس وقت میری وہی حالت ہے جو بھونرے کی صبح کے وقت پھولوں پر اوس پڑے دیکھ کر ہوتی ہے۔

ع

پھنسی ہے جان دُبدا میں عجب جھنجٹ میں یہ دل ہے
اگر چھوڑوں تو مشکل ہے نہ چھوڑوں تو بھی مشکل ہے

باودھیہ :- (درپردہ) ہمارے مہاراج کو تو دھرم کا خیال ہے۔ ورنہ کیسا عمدہ مال ہے - یہ تو ہر صورت میں حلال ہے۔
شارنگ :- ہے راجن ! کیوں خاموش ہو؟
دشینت :- ہے بن باسی ، میں بار بار یاد کرتا ہوں - لیکن سمجھ میں نہیں آتا - کہ کب اور کس جگہ میرا اس گرہستی کنیا سے بیاہ ہوا۔ ایک گرہستی استری کو گھر میں رکھنے سے میرے چھتری نام پر داغ

آتا ہے۔

ع

راجہ کو ہے زوال دھرم کے زوال سے
پھیلیں گی سب برائیاں میری مثال سے

شکنتلا:۔ (خود سے) واہ ری قسمت جب راجہ کو میرے ساتھ گندھرو بیاہ کرنے میں ہی شک ہے۔ تو بس سمجھ لو۔ کہ اتنے دنوں کی امید پر پانی پھر گیا۔

ع

دل ہوا زخمی جگر محروم پیکاں رہ گیا
ایک کا ارمان نکلا اک پر ارماں رہ گیا

دشینت:۔ دھرم کے آگے سب ہیچ ہے۔

شارنگ:۔ تو کیا ہم ادھرم کی بات کہہ رہے ہیں۔ راجن ایسی باتیں زبان سے نہ نکالو۔ جب لڑکی کو تم نے دھوکے اور فریب سے محبت کے جال میں پھنسایا۔ اپنی نفسانی لذت کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جس کے ساتھ یہ انیتی کا کرم کمایا۔ وہ کوئی بیسوا نہیں۔ کوئی دراچارنی نہیں۔ کوئی آوارہ لڑکی نہیں۔ دھرم پرائن رشی کی پالی ہوئی دھرم کی جاننے والی بھولی بالا ہے۔ تم نے ایک نردوش ابلا کے دل کو چاک کر ڈالا۔

ع

کتنا بڑا پاپ ہے جو ایسی کلائیں ہو
پتلے غرور کے ارے تم کس ہوا میں ہو

اس پاکدامنی پہ اک دھبہ لگا دیا
کیا دل لگی سمجھتے ہو اک دل دکھا دیا

چیلا:- اس لڑکی کو رہنے دو جس منیوں کے سرتاج دھرماتما کونے اس وقت بھی بُرا نہ مانا۔ تمہارے بیاہ کو مبارک فال جانا۔ کیا یہ اُس دیوتا کی توہین نہیں۔

گوتمی:- راجن! ذرا وچار کر جواب دو۔ سوچ سمجھ کر بات کہو۔ اتنے طوطا چشم مت بن جاؤ۔ خاندانی غیرت اور انسانی حمیت کا خیال کرو۔

چیلا:-

آپ سچے ہوئے اور جھوٹ زمانہ ٹھہرا
دھرم رکھشا کا بھی یہ خوب بہانہ ٹھہرا

شکنتلا:-

ہے آپ کے ہی ہاتھ کا یہ گل کھلا ہوا
اچھا سمجھ رہے ہو جو تم سے بُرا ہوا
پہلے چھُری کو پھیرکے اک بے گناہ پر
پھر آپ ہی ہو پوچھتے کیونکہ یہ کیا ہوا

چیلا:- شکنتلا! جو کچھ ہمیں کہنا تھا۔ وہ کہہ چکے۔ اور سُن چکے۔ اب تجھے جو کچھ کہنا ہے۔ تو بھی کہہ لے۔

شکنتلا:- جب وہ محبت کا چشمہ ہی سوکھ گیا۔ جب پریم کا وہ کھلیان ہی لُٹ گیا۔ تو پھر کچھ کہنے کا کیا فائدہ ہے آریہ پتر۔ تم کو زیبا نہیں۔ کہ پہلے ایک بھولی بالا کو بن میں پھُسلایا۔ اور پھر یہ ڈھونگ رچایا۔ کہاں وہ پیار اور کہاں یہ انکار۔ ایسا ظلم ایسا اتیاچار۔ جسے میں سچی محبت

سمجھتی تھی - وہ واقعی ابلہ فریبی تھی - وہ محبت نہ تھی - نری خود غرضی تھی -

س

وفادار سے تم دغا کر رہے ہو !
ذرا دل میں سوچو تو کیا کر رہے ہو

دشینتا :- پاپ سے بھگوان بچائے - ہے بدمنی تو مجھے اور میرے خاندان پر کیوں دھبہ لگاتی ہے - یاد رکھ - ندی اپنے جوش جوانی اور اُمنگ میں درختوں کو اُکھاڑ کر بہا لیتی ہے - ایک تو اپنا جل بگاڑتی ہے - دوسرے کنارے کی قدرتی خوبصورتی کو مٹا لیتی ہے -

س

زنگ کیچڑ میں کبھی سونے کو آجاتا نہیں
دھور اُچھالے کبھی سورج پہ داغ آتا نہیں

شکنتلا :- جب تم میری ساری پچھلی محبت کو برباد کر کے مجھے غیر ہی سمجھ رہے ہو - تو لو - میں تمھیں تمہاری ہی انگوٹھی دیتی ہوں - (در پردہ)

س

بڑھ گئی کس درجہ حیرانی میری
شکل ظالم نے نہ پہچانی میری

دشینتا :- واہ - اچھی بات بنائی - انگوٹھی کی ایک ہی سُنائی -

شکنتلا :- (ہاتھ میں انگوٹھی نہ پاکر) ہائے ہائے میری انگوٹھی کہاں گئی ؟

گوتمی :- بیٹا جب تو نے شکرا وتار کے پاس شچی تیرتھ میں جل آچمن کیا تھا تب انگوٹھی گر گئی ہوگی -

شکنتلا:۔ ہائے۔ قسمت نے اپنا چمتکار دکھایا۔

ہمدم پھریں عزیز پھریں اقربا پھریں
قسمت ہی جب پھری تو نہ کیوں آشنا پھریں

دشینت:۔ کامنیوں کی ایسی بھکی ہوئی باتوں سے کامی آدمیوں کے ہی دل ڈول سکتے ہیں۔ چھتری کا دل چٹان کی طرح مضبوط ہوتا ہے۔ ایسے ایسے تھپیڑے اپنا کوئی اثر نہیں دکھا سکتے۔

ہے بڑا بھاری فرق کائر میں اور بلوان میں
ڈگمگایا کیا کبھی پتھر بھی ہے طوفان میں

گوتمی:۔ راجن۔ ایسا مت کہو۔ رشی آشرم کی پالی ہوئی لڑکی بل چھل کو کیا جانتی ہے۔

دشینت:۔ عورتوں کی بناں سکھائی چترائی مشہور ہے۔

شکنتلا:۔ (غصے میں) ہے اناری۔ تو اپنا سا بُرا تمام دنیا کو ہی سمجھتا ہے۔ تجھ سا فریبی کون ہوگا۔ جو گھاس پھوس سے ڈھکے ہوئے کنوئیں کی طرح دھرم کا بھیس رکھتا ہے۔

خیال اس سر میں جو اٹھتے ہیں تمہارے وہ نیچ ہیں
خاندان اونچا ہے لیکن کرم سارے نیچ ہیں

دشینت:۔ اس کا غصہ بناوٹی نہیں۔ اس کی طرف میرے دل میں شبہ ہوتا ہے۔ کیا یہ کسی پچھلے جنم کی باتیں کہہ رہی ہے۔

پروہت:۔ ہے بھگوتی۔ راجہ دشینت کے سب کام مشہور ہیں لیکن یہ نہیں سُنا۔ کہ تمہارے ساتھ راجہ کا بیاہ ہوا۔

شکنتلا:۔ تو کیا ایک میں ہی ایسی نرلج اور بے شرم ہوں۔ مُنہ میں کھانڈ اور پیٹ میں زہر۔ کیا راجاؤں کا یہی وطیرہ ہے۔ جو تم نے اختیار کر رکھا ہے۔ پرجا کی بہو بیٹیوں کی عزت برباد کرنے کا ٹھیکہ تم ہی نے لے رکھا ہے۔ بس اب میں نے جان لیا۔ کہ تم غاصب، ظالم اور شریف بدمعاش ہو۔ تمہارے سامنے آنا عورت کے لئے بے حیائی کی بات ہے۔ (پردہ کر کے مُنہ پھیر لیتی ہے) (در پردہ) آہ!

گانا

میری حیرت کی صورت دیکھ آئینہ ہوا حیراں
مری فریاد سُن سُن کے جرس بھی ہے سدا نالاں
مرے افسردہ دل کو دیکھ کر کملا گئیں کلیاں
مری دل سوختگی کو سُن کے ہر شب شمع ہے گریاں
مری بے تابیوں کو دیکھ کر جلتا ہے پروانہ
مگر بے درد نے ہائے نہ میری بے تابیوں کو جانا

چیلا:۔ جو کام بناں سوچے سمجھے کیا جائے۔ اس کا یہی انجام ہوتا ہے۔

دشینت:۔ کیا تم سب اس کی باتوں کو سچ جان کر مجھ پر ہی الزام دھرتے ہو۔؟

چیلا:۔ سچ آپ نے یہ تو سوچا ہوگا۔ کہ اس کے چھلنے سے کیا ملے گا؟

شارنگ:۔ بھاری مصیبت۔

دشینت:- ایسا مت کہو۔ پوروونش اپنے یا پرائے کسی کے لئے بھی مصیبت کو نہیں بلاتے۔

شکنتلا:- اس کی زندہ تصویر تو میں ہی سامنے کھڑی ہوں

سے

کہاں لیے کو جانا ہے ثبوت ایسی حماقت کا
نمونہ میں کھڑی ہوں روبرو تیری شرافت کا

گوتمی:- بیٹا۔ دھیرج دھرو۔ جو کوئی پاپ کا بیج بوئے گا۔ اس کو دھرم پھل کہاں مل سکتا ہے۔ اس خوبصورت جسم کے اندر دل کی جگہ پتھر رکھا ہے وہ تیری باتوں سے کہاں ہل سکتا ہے۔

سے

یہ ظلم ہے اس کو تو حکومت نہیں کہتے
مغرور۔ ایسے شاہ شرافت نہیں کہتے

شارنگ:- راجن۔ آپ جو جی چاہے کرو۔ نہیں تو رشی کا سندیشہ پہنچانا تھا۔

سے

اس ناری کا پتی ہے تو ہی بھرتار
راکھن چھوڑن کا پر بھو ہے تم کو ادھیکار

گوتمی:- شکنتلا چاہے تو اچھی ہے یا بُری۔ اسی گھر میں اچھی لگتی ہے چاہے پتنی بنکر رہ یا داسی بنکر رہے۔

(جانا بن باسیوں کا)

شکنتلا:- اس چھیلیا نے تو مجھے دُور کیا۔ تم بھی کیا مجھے چھوڑ کر جاتے ہو

جاؤ۔ تم بھی چھوڑ جاؤ۔

سرزد ہوا تھا مجھ سے نہ جانے وہ کیا گناہ
منجدھار میں جو یوں ہوئی کشتی مری تباہ

دشینت:۔ کہو۔ پروہت جی۔ اب کیا کرنا چاہئے؟

پروہت:۔ ایسا کرم۔ جس سے یہ گربھ وتی عورت دُکھ نہ پائے۔ جب تک اس کے بالک کا جنم نہ ہو۔ تب تک یہ میرے گھر رہے۔ جوتشیوں نے کہہ رکھا ہے۔ کہ تمہارے چکرورتی بیٹا پیدا ہوگا۔ کیا عجب جو اسی کے گربھ سے وہ لال پیدا ہو۔ اگر اس کے بالک میں چکرورتی راجاؤں کے سے نشان پائے جائیں۔ تو اس کو رنواس میں داخل کر لینا۔ نہیں تو یہ اپنے پتا کے آشرم میں چلی جائے گی۔

دشینت:۔ یہ تجویز بہت مناسب ہے۔

پروہت:۔ پتری۔ چل تو میرے ساتھ چل۔

شکنتلا:۔ (در پردہ) ہے دھرتی جگہ دے۔ کہ سما جاؤں۔ جو عورت دنیا میں میرے جیسی بدنصیب اور بے شرم ہو۔ اُس کے لئے اب آکاش میں سانس لینے کی کوئی جگہ نہیں۔

آہ و زاری کیا کروں میں دادخواہی کیا کروں
کون سنتا ہے بیاں اپنی تباہی کیا کروں

(پروہت اور شکنتلا کا جانا)

دشینت:۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یاد نہیں پڑتی۔ یہ لڑکی بھی جھوٹ

نہیں بولتی۔

(پروہت کا آنا)

پروہت:۔ مہاراج۔ غضب ہوا۔

دشینت:۔ کیا غضب ہوا؟

پروہت:۔ وہ لڑکی یہاں سے روتی ہوئی باہر نکلی۔ نکلتے ہی آسمان سے ایک سفید روشنی سی اتری۔ اور اُس کو اُڑا کر لے گئی۔

دشینت:۔ میرا دل اُداس ہوا جاتا ہے۔ شاید یہ لڑکی سچّی ہو۔

(گانا)

عجب جان آفت میں میری پھنسی ہے
نہ جانے مرے ساتھ کیا دل لگی ہے
اک ایلا ہو نہ آس ٹوٹے جو درسے
یہ چھتری کے سر پر بڑی اک بدی ہے
دھڑکتی ہے چھاتی کلیجہ ہے پھٹکتا
مرے دل میں کیوں یہ اداسی بسی ہے
مجھے آ رہی ہے جو ہچکی یہ ہچکی ۔۔۔۔!
وہ آنسو غموں کے مگر رو رہی ہے
وہ نظروں سے اس کا یوں روپوش ہونا
چھلاوہ ہے جادو ہے کوئی پری ہے
ہو غلطی بڑی اس قدر میرے دل سے
جہاں سے مروّت ہی کیا اٹھ گئی ہے

ایکٹ دوسرا پردہ تیسرا

راستہ

(ایک دھیور اور دو سپاہیوں کا آنا)

سپاہی نمبر ۱:- تو بیٹا سچ سچ بتا دے۔ یہ انگوٹھی تو نے کہاں سے پائی۔ لوٹ سے ہاتھ آئی یا کہیں سے چرائی؟

سپاہی نمبر ۲:- یہ تو شاہی چور ہے۔ دیکھو۔ انگوٹھی پر مہاراج دشینت کا نام کھدا ہے۔

دھیور:- اے بھائی۔ میں چور نہیں۔ لٹیرا یا بدمعاش نہیں۔ میں تو بال بچے دار آدمی ہوں۔ ہاتھوں کی کمائی کھانے والا دیانتدار آدمی ہوں۔

نمبر ۱:- پھر انگوٹھی کہاں سے پائی؟

نمبر ۲:- کوئی برہمن یا دھاتو ہے نہیں کہ مہاراج نے مہربانی فرمائی ہو۔ شاید تو جان کر دان میں دلائی ہو۔

دھیور:- میں تو ایک غریب مزدور ہوں۔ چھاتی پھاڑ کر کماتا ہوں۔ شکر اوتار تیرتھ کا دھیور ہوں۔ جال بنسی سے مچھلیاں پکڑ کر لاتا ہوں۔ اپنی اور اپنے بال بچوں کی روٹی چلاتا ہوں۔

نمبر ۱:- اس سالے کا اس دھندے سے گزارہ نہیں چلتا ہوگا۔ پیٹ نہیں پلتا ہوگا۔ اس لئے چوری کا پیشہ اختیار کیا ہوگا۔

دھیور:- ایسا مت کہو۔ کسی کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو دھوکہ سے

زبردستی سے ظلم سے اپنے قبضہ میں لانا، حق والے کے حق پر اپنا دخل جمانا کمینوں کا کام ہے۔

ص

بڑے ہی چین سے دو چار دن تو چلتا ہے
حرام مال مگر پھوٹ کر نکلتا ہے
بڑا ہی لطف ہے کوچی کی خشک روٹی میں
نہیں ہے کھٹکا کوئی پیٹ سب کا پلتا ہے

نمبر ا۔ کیا تیرے گھر میں کوئی انگوٹھی ڈال آیا؟

دھیور۔ جیسا میرا دھندہ ہے۔ ایک دن میں نے ایک روہو مچھلی کو جال میں پھنسایا۔ خوشی خوشی اپنے گھر لایا۔ کاٹ چھیل کر پکانے کے لئے اس کا پیٹ چاک کیا، تو اس انگوٹھی کو پایا۔ آج اتفاق سے بازار میں اس کو فروخت کرنے آیا۔ صراف کو مال دکھایا۔ صراف نے تم لوگوں کو بلا کر اس آفت میں پھنسایا۔ اب تم ہی بتلاؤ میرا قصور؟ بابا جس کو رام دے۔ وہ کیوں نہ لے۔

ص

قدرت سے میرے ہاتھ یہ آئی ضرور ہے
میرا نہیں۔ نصیب کا میرے قصور ہے

نمبر ۲۔ اس کے بدن سے کچے مانس کی بو آتی ہے۔ ہے تو ضرور یہ مچھلیاں کھانے والا دھیور۔ مگر شاہی مال ہے۔ چور کو پکڑ کر چھوڑ دینا محال ہے۔

نمبر ا۔ مگر دوست۔ ہے بے قصور

دھیور۔ ہائے ماتا کے واسطے میری مصیبت کاٹو۔

نمبر ۲:۔ لاؤ میں انگوٹھی لے کر جاتا ہوں ۔ راجہ کو سب حال سُناتا ہوں جیسا شرمان کا حکم ہو۔ لاتا ہوں ۔

سو

بندے ہیں ہم تو حکم کے سرکار وہ ہی ہیں
پھانسی دیں یا کہ چھوڑ دیں مختار وہ ہی ہیں

(سپاہی نمبر ۲ کا جانا)

نمبر ۱:۔ دھیور ۔ تو بچ جائے تو؟

دھیور:۔ تو بھگوان کا شکر کروں گا ۔ آئندہ کے لئے کوئی چیز بھی خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو ۔ پڑی پاؤں گا ۔ تو کبھی اُس کی طرف آنکھ نہ اُٹھاؤں گا ۔ جو چیز اپنی محنت سے نہ کمائی ہو۔ اُس کو ہرگز ہاتھ نہ لگاؤں گا ۔

سپاہی ۱:۔ کچھ نذرانہ دیدے ۔ تو بیٹا ہم سولی پر سے بھی تجھے چھڑا لائیں گے ۔

دھیور:۔ نذرانہ کیا رشوت؟

سپاہی نمبر ۱:۔ ہماری چینی ۔

دھیور:۔ میں دو کوڑی کا غریب رشوت کیا دے سکتا ہوں ۔ غاصب اور راشی کا کیسہ دہی بھر سکتا ہے ۔ جو دوسروں کے کیسے کاٹتا ہو ۔ اور پھر میرے دیئے سے تمہارا کیا پیٹ بھرے گا ۔ اُس بھگوان سے مانگو ۔ جو سب کو دینے والا ہے۔ **سو**

وہی دیگا تمھیں پرماتما سے مانگنے جاؤ
اُسی کے دوار پر اُمید کے دامن کو پھیلاؤ

کسی انسان کو انسان کیا دیدیگا کھانے کو
اُس سے تم بھی مانگو جو کہ دیتا ہے زمانے کو

سپاہی نمبر ۲:۔ (پروانہ لے کر داخل ہونا) دوست۔ اِس دھیور کو رہا کر دو۔

سپاہی نمبر ۱:۔ جیسا حکم۔

سپاہی نمبر ۲:۔ واہ پرماتما تیری قدرت کا عجیب راز ہے۔ وہ شاہی چور جو موت کے دوار پر کھڑا تھا۔ نئی زندگی کے دور میں آگیا۔ جو اپنی جان اور مال کو کھو دینے کی آس کر رہا تھا۔ وہ زندگی اور دولت دونوں کو پا گیا۔

نمبر ۱:۔ سرکار سے کیا حکم ملا ہے؟

نمبر ۲:۔ مہاراج نے حکم دیا ہے۔ کہ اس دھیور کو انگوٹھی کا مول دیا جائے۔ انعام کے طور پر اس کے وزن کا سونا اِسے تول دیا جائے۔

دھیور:۔ ہے بھگوان۔ تو بڑا ہی شکتمان ہے۔ دیالو ہے کرپالو ہے

۵

بے گناہوں سے کبھی انیائے تو کرتا نہیں
بے قصور انسان دُنیا میں کبھی مرتا نہیں
ساتھ رہتا ہے غریبوں کے سدا ہر حال میں
ہے کمینہ بھول جائے جو تجھے اقبال میں

نمبر ۱:۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگوٹھی بڑے مُول کی ہوگی۔

نمبر ۲:۔ جب شری مہاراج نے انگوٹھی کو ہاتھ میں لیا۔ تو دل پر سخت چوٹ لگی۔ گویا کسی عزیز کی فوراً یاد آگئی۔ پیاری کہہ کر ایک سرد

آہ لی۔ اور دم بخود ہی کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا۔ اور وہی حکم سنایا۔ جو میں یہاں تمہارے پاس لایا۔ جاؤ۔ اب یہ حکم نامہ لیجاؤ۔ اور اس کے مطابق خزانچی سے دھیورکو زر دلاؤ۔

دھیورا۔ آہا۔ جب وہ دینے پر آئے۔ تو اسی طرح دیتا ہے۔

سو

وہ نہیں دیتا کسی اچھے برے کو تاڑ کر !
آئے جب دینے پہ وہ دیتا ہے چھپر پھاڑ کر

(گانا)

جس کو رکھے وہ اُسے کوئی مٹا سکتا نہیں
اُس کے پیاروں پر کوئی بھی حرف آ سکتا نہیں
دھرم کی محنت کا جو نکلے پسینہ جسم سے
کون کہتا ہے کہ یہ موتی بنا سکتا نہیں
حکم اس کا ایک ہے کمزور اور شہ زور کو
اُس کے آگے بادشاہ تک سر اٹھا سکتا نہیں
وہ بگاڑے پل میں جو انساں بنائے عمر میں
جو بگاڑے وہ اُسے کوئی بنا سکتا نہیں
کارخانہ زندگی کا اس کے احسانوں سے ہے
اُس کا اِک احساں بھی انساں بھلا سکتا نہیں
لکھ دیا جو کاتب تقدیر نے انساں اُسے
کچھ بڑھا سکتا نہیں تل بھر گھٹا سکتا نہیں

روز پیدائش سے مرنے تک کھلاتا ہے ہمیں
ورنہ اک دن کے لئے کوئی کھلا سکتا نہیں

ایکٹ دُوسرا

سینؐ چوتھا

دیوان خانہ اور چھوٹا سا باغیچہ

(سانومتی نامی اپسرا کا داخل ہونا)

سانومتی: ۔ جب تک کہ سجنوں کے نہانے کا وقت ہے۔ اپسرا تیرتھ پر ہم کو باری باری جانا پڑتا ہے۔ اس کام سے تو فراغت پائی۔ اب مینکا کا کام بھی کرنا ہے۔ راج رشی دشینت کی حالت کو دیکھنا ہے۔ اسی مطلب کے لئے یہاں تک آئی۔ یہ شاہی محل ہے۔ کیا خوبصورت باغیچہ ہے لیکن موسمی تیوہاروں میں ایسی اُداسی کیوں چھا رہی ہے۔ کیا راج محل میں کوئی ماتم ہے ؟

۵

جائے عشرت پر ہے حسرت اس طرح چھائی ہوئی
صاف جل پر جس طرح سے کائی ہو آئی ہوئی

(سائیڈ میں جانا۔ دشینت کا آنا)

دشینت: ۔ یہ وہی انگوٹھی ہے۔ جو میں نے اپنی انگلی سے نکالی تھی اور شکنتلا کی اس پیاری اور نازک انگلی میں ڈالی تھی۔ ہاں۔ اب مجھے یاد آیا۔ کہ شکنتلا کے ساتھ میرا گندھرب بیاہ ہوا۔ ہائے۔ میں نے کتنا

ظلم کیا۔ کہ ہاتھ میں آیا ہوا ایک قیمتی گوہر کھو دیا۔ ایک گلاب کی پنکھڑی کو پیروں تلے مسل دیا۔ اے دماغ! تو اس وقت کیوں سو گیا۔ اے آنکھو! تم اس وقت اپنی پیاری کے پہچاننے میں کیوں قاصر رہیں۔ وہ میرے سامنے آئی۔ اور میں نے اُس کو نہ پہچانا۔ اُس نے اپنے آشرم میں اپنے گھر میں اُس کے ساتھ اس رکھائی اور احسان فراموشی سے پیش آیا۔ میرے چھتری ہونے پر تُف ہے۔

۵

ایسے گوہر کی نہ مجھ سے قدر کچھ جانی گئی
چیز اپنی بھی نہ مجھ سے حیف پہچانی گئی
بے وفا کتنا ہوا میں سب کو وقت چھوڑ کر
سنگدلی سے رکھ دیا اک شیشۂ دل توڑ کر

وہ زار زار روئی اور میرا ایک آنسو نہ گرا۔ اُس نے دھواں دھار آہیں بھریں۔ اور میرا رواں بھی میلا نہ ہوا۔ اُس نے اپنے درد کی کہانی بیان کی۔ اور میں نے مطلق کان نہ دیا۔ اُس نے سچی سنائی۔ میں نے اُس کو جھوٹ جانا۔ مجھ سا نیچ اور کمینہ چھتری آج تک دھرتی ماتا نے پیدا نہیں کیا ہوگا۔ اے محبت! تو اُس وقت کہاں مر گئی۔ محبت بھری ایک ہی نظر دیکھ لینے سے انسان اپنی پیاری کو عمر بھر نہیں بھول سکتا۔ اور میں نے تو پہروں اُس کی صورت دیکھی۔ اُس کے نقش و نگار پر فریفتہ رہا۔ اُس کو پہلو میں بٹھایا۔ آنکھوں سے لگایا۔ پیار کیا۔ غرضیکہ بے شرم ہو کر وہ کیا۔ جو ایک شریف چھتری کو کرنا واجب نہ تھا۔ مگر ہونی۔ ہونی نے میری عقل پر پتھر رکھ دیئے

محبت کے وہ سارے چوچلے بھلا دیئے۔ شکنتلا! پیاری شکنتلا! اب میں تجھے کہاں سے پاؤں۔ بتا تو ہی بول۔ بتا تو کہاں ہے؟

سو

تو نہیں تو کچھ نہیں شادی بھی ہے ماتم مجھے
راج کی رونق نہیں ہے زہر سے کچھ کم مجھے
پھونک دونگا محل کو اور ساری آن بان کو
تیری فرقت میں مٹا دوں گا میں اپنی جان کو

(گانا)

آؤ ملو مجھے میری پیاری شکنتلا
جینا تیرے بغیر ہے بھاری شکنتلا
رہ رہ کے درد پہلو میں اٹھتا ہے ہر گھڑی ✽ دل میں لگا ہے تیر یہ کاری شکنتلا
جب سے تری انگشتری دیکھی ہے آنکھ سے ✽ آنکھوں سے اشک بہتے ہیں جاری شکنتلا
کیسی خوشی کہاں کی ہے شادی مجھے رہی ✽ عالم غمی کا رہتا ہے طاری شکنتلا
رو رو کے میں سناؤں تجھے پھر آ کے ملے ✽ یہ داستان درد کی ساری شکنتلا
چرنوں میں پڑ کے معاف کرالوں قصور کو ✽ اک بار تو جو پھر ملے پیاری شکنتلا

ستانومتی :۔ (در پردہ) یہ تو وہی راج رشی ہے۔ جو شکنتلا کے لئے آنسو بہا رہا ہے۔ اپنے کئے پر پچھتا رہا ہے۔ ذرا اور ٹھہروں اور دیکھوں کہ اس شعلے نے کیا کیا۔ اور کہاں پھونکا۔

دشینت :۔ ہائے۔ جب میں بن میں شکنتلا کو چھوڑ کر بدا ہونے لگا۔ تو اس نے کہا تھا۔ کہ پھر کب ملو گے۔ تب میں نے یہ انگوٹھی نذر کی تھی۔

وعدہ کیا تھا۔ کہ بہت جلدی تجھے میرے رتنواس سے کوئی نہ کوئی لینے آئے گا۔

۵

مگر میں اس قدر بے درد نکلا بے وفا نکلا
وہ خود ملنے کو آئی اور میں ایسا بے حیا نکلا

ساٹو متی:۔ (درپردہ) معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سب دو ہاتا کا رچایا ہوا کھیل ہے۔ نہیں تو۔ بیاہ ہو اور یاد نہ رہے۔ نہ جانے اس انگوٹھی میں کیا راز ہے۔ جو اس کے دیکھنے سے پھر وہی سوئی ہوئی محبت جاگ پڑی۔

دشینت:۔ میں اس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا۔ مگر اے بدنصیب انگوٹھی تو نے اس نازک بدن کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا۔ شرم کے مارے تو مجھے ڈوبنا تھا۔ تو کس لئے پانی میں ڈوب گئی۔ آ تجھے چھاتی سے لگا لوں۔ تیرا پیار لوں۔ کیونکہ تو اُن پیارے پیارے ہاتھوں کو چھو چکی ہے۔ جو بن میں ایک دن کنج کے نیچے میرے گلے کا ہار تھے۔ لیکن اب تیرا بھی قصور نہیں۔ میرے فراق میں پیاری اس قدر کمزور ہوگئی ہوگی۔ زار جسم کے اعضاء اس قدر پتلے پڑ گئے ہوں گے کہ تو نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہوگا۔ ہائے مصیبت میں تو نے بھی اس کا ساتھ نہ دیا۔ یہ سارے گل تو نے ہی کھلائے۔

۵

ملا ہے بے وفا تمغہ تجھے ساری بُرائی کا
جُدا ہونا ترا تھا پیش خیمہ بس جُدائی کا
تو زرینی تجھ سے اُمید وفا کس کو کہاں ہوتی

ازل سے عیب ہے عادت میں زر کی بیوفائی کا

(ماڈھویہ اور ایک عورت چترکا تصویر لے کر داخل ہونا)

چترکا: ۔ شریمان دیکھئے مہارانی کی تصویر۔

دشینت: ۔ ہاں ۔ ایک ۔ دو ۔ تین اور چوتھی بھگوتی شکنتلا کی تصویر

سانومتی: ۔ (دربردہ) اس نے اس لاجواب خوبصورتی کا نظارہ نہیں کیا ۔ اس لئے اس کی آنکھ بیکار ہے ۔

دشینت: ۔ ہاں وہی جوبن کا گلزار ہے ۔

ماڈھویہ: ۔ لو آج پھر شکنتلا کا بھوت سر پر سوار ہے ۔

دشینت: ۔ (تصویر ماڈھویہ کے آگے کر کے)

دوست بتا ۔ ان تصویروں میں شکنتلا کی کون سی تصویر ہے ؟

ماڈھویہ: ۔ اجی یہی ہوگی جس کا کیش بند ڈھیلا ہو کر لٹک رہا ہے بدن تھکا سا نظر آتا ہے ۔ پسینے کی بوندیں گالوں پر ڈھلک رہی ہیں ۔ اس سینچے ہوئے نئی کونپلوں والے آم کے پاس کھڑی ہے ۔ دونوں طرف دو سکھیاں دل لگی کر رہی ہیں ۔

بلبل کو روئے یار پہ گل کا خیال ہے
پروانے کی نگاہ میں شمع جمال ہے

دشینت: ۔ تو بڑا ہوشیار ہے ۔ دیکھ اس تصویر میں کیسے اعلیٰ جذبات ہیں ۔ انگلی لگنے سے لکیر دھندلی پڑ گئی ۔ آنسو گرنے سے گالوں کی ثابت پھیکی پڑ گئی ۔ چترکا ۔ اور تو سب بنایا ۔ لیکن اس نوک نقصان کی مجھ سے نہیں بن سکی ۔ جا مصوری کا سامان لے کر آ ۔

چترکار:۔ جو آگیا (تصویر ماڈھویہ کو دیتا ہے۔ لو یہ تصویر تھام لو۔

(جانا)

دشینت :۔ ہائے۔ جب پیاری میرے سامنے آئی۔ میں نے کیسی رکھائی دکھائی۔ جیسے ندی کے اتر جانے سے ہرن کی پیاس ہو ویسے ہی میری حالت ہے۔

ماڈھویہ :۔ دوست۔ اب اس میں کیا لکھنا باقی رہ گیا۔

سانومتی :۔ (در پردہ) میرے خیال میں، راجہ اب اُن مقامات کی تصویر بنائے گا۔ جو شکنتلا کو پیارے تھے۔

ماڈھویہ :۔ بتاؤ تو کیا بناؤ گے۔

دشینت :۔ اس میں بناؤنگا مالنی ندی کا راحت بخش کنارہ۔ خوبصورت ہنسوں کی جوڑی کا دلفریب نظارہ۔ پھر دونوں طرف پہاڑ بناؤں گا جن پر ہرن کلیلیں کرتے ہیں۔ پھر ایک پُربہار باغیچہ بناؤں گا۔ جس کے پیڑوں پر بلبلیں چہکتی اور کلیاں مہکتی ہیں۔ پھر اُس کے زیور بناؤنگا

ماڈھویہ :۔ کیسے زیور؟

دشینت :۔ جیسے بن دیویوں کے ہوتے ہیں۔

گیت

کانوں میں پھولوں کے جُھمکے خوبصورت دلربا
جن کے تاگے کیسری گالوں پہ لٹکیں خوشنما
زلف میں موتی ہوں رُخ پہ زلف بل کھاتی ہوئی
اُبھری چھاتی پر کمل مالا ہو لہراتی ہوئی ...!

ماڈھویہ :۔ مگر یہ لال کمل کی کونپل جیسے ہاتھ سے اپنے چہرے کو

چھپائے کیوں کھڑی ہے؟ (تصویر کو غور سے دیکھنا) میں جان گیا۔ پھولوں کی رس کا چور یہ بھنورا اس کے چہرے پر گھومتا ہے۔ گالوں کو چومتا ہے۔

دشینت:۔ اِس دُشٹ کو دُور کرو۔

ماڈھویہ:۔ دشٹوں کو سزا دینے کا تمھیں کو مقدور ہے۔

دشینت:۔ دوست تو سچ کہتا ہے (بھنورے سے) ارے پھول کی کلیوں کے پیارے۔ تو یہاں کیوں آیا۔ تو یہاں سے چلاجا۔ بھنوری تیری راہ دیکھتی ہوگی۔ کیا تو میرا حکم نہیں مانے گا۔ سُن جس رس کو میں نے ملاقات کے وقت بڑے آنند اور چاہ سے پیا تھا۔ تو اگر اس رس کو پینے کی خواہش کرے گا۔ تو میں تجھے باغ کے اس پیڑ سے باندھ دوں گا۔

ماڈھویہ:۔ واہ اچھی سزا ہے

دشینت:۔ (تصویر کی طرف دیکھ کر) پیاری

ماڈھویہ:۔ یہ پیاری نہیں۔ یہ تو پیاری کی تصویر ہے۔ کیا سڑی ہو گئے یا سودائی؟

دشینت:۔ کیسی تصویر۔ ماڈھویہ۔ تو نے بہت بُرا کیا میں پیاری کے درشن کر رہا تھا۔ وہ میرے سامنے تھی۔ میں اُس کے مقابل تھا۔ وہ ہنستی تھی۔ میں خوش تھا۔ تو نے یاد دلا کر میرا خیال ہٹا دیا۔ میرا کام بگاڑ دیا۔

۵

خواب بد لا خیال سے تعبیر اس کی رہ گئی
روٹھ کر جلدی وہ پھر۔ تصویر اکی رہ گئی

سانومتی :- برہی کی گتی نرالی ہے ۔ راجہ جس طرف دیکھتا ہے۔ اس کو دُکھ ہی دُکھ نظر آتا ہے ۔

دشینت :- دوست ۔ میں اب اس گھڑی گھڑی کے دُکھ کو کیونکر سہوں جگر پر کب تک چوٹ کھائے جاؤں ۔ رات دن کی بیداری سے خواب میں اُس کی ملاقات ہونا بھی جاتا رہا ۔

شعر

آنسوؤں کی لگ گئی آنکھوں کو بیماری بری
پھر گئی امید کی گردن پہ حسرت کی چھری

سانومتی :- (درپردہ) تو نے شکنتلا کی بے عزتی کے الزام کا دھبہ اپنے دامن سے دھو دیا ۔

(چترکا کا آنا)

چترکا :- شرمان ۔ رنگوں کا ڈبہ لا رہی تھی ۔ رانی وسومتی نے چھین لیا ۔

دشینت :- تو کیا ان باتوں سے رانی وسومتی میرے دل سے شکنتلا کی یاد کو مٹا سکتی ہے ۔ نہیں ہرگز نہیں ۔

شعر

وہ داغ ہے داماں سے جو دھویا نہ جائے گا
نعمت یہ وہ ہے جس کو کھو یا نہ جائے گا

سانومتی :- (درپردہ) راجا کی برہا میں یہ حالت ہو رہی ہے ۔ جس طرح سامنے چراغ ہوتے ادیر آنچل آجانے سے آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے ۔ میں اس کا سارا دُکھ دور کر دیتی ۔ کیا کروں ۔ اندر کی ماتا کی زبانی سن چکی ہوں ۔ دیوتا لوگ یگیہ کر رہے ہیں ۔ جس سے

جلدی ہی راجہ شکنتلا کو اپنا نور نظر بنائے۔ جب تک وہ دن نہ آجائے۔ تب تک مجھے بھی انتظار کرنا ہوگا۔

۵

بن رتو آئے کبھی ٹہنی ہری ہوتی نہیں
بات کوئی وقت سے پہلے کبھی ہوتی نہیں

(سانومتی جاتی ہے۔ وزیر کا آنا۔ چتر کا کا جانا)

وزیر:۔ شہریان۔ سمندر کا بیوپاری دمن متر نامی سیٹھ ناؤ میں ڈوب کر مر گیا۔ اس کا تمام زر و مال سرکاری خزانہ میں داخل کر لیا گیا ہے۔

دشینت:۔ جو اس قدر مال و دولت کا دھنی تھا۔ اس کی بیویاں بھی کئی ایک ہوں گی۔

وزیر:۔ صرف ایک۔

دشینت:۔ گربھ وتی تو نہیں۔

وزیر:۔ سنا ہے۔ کہ مہینوں کا گربھ ہے۔

دشینت:۔ تو نیتی کے مطابق گربھ کی اولاد بھی باپ کے ورثہ کی حقدار ہوتی ہے۔ شاہی خزانہ کوئی ڈاکو یا چور کا گھر نہیں۔ جہاں حقداروں کا حق دبا کر جمع کیا جاتا ہے۔ جاؤ۔ حقدار کا حق اس کے حوالے کرو۔ انسانیت کے اصول کو فنا مت کرو۔

وزیر:۔ جیسی شہریان کی آگیا۔ (جانا)

دشینت:۔ جس خاندان میں آگے کو اولاد نہیں ہوتی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی دولت یونہی پرائے گھر جاتی ہے۔ اس طرح میرے مرنے کے بعد بھی پورونش ایسا ہی رہ جائے گا۔ جیسے بے وقت بوئی

ہوئی زمین ۔

۵

ہے بدنصیب نخلِ تمنّا وہ بے ثمر
گھر جس کا بے چراغ رہے آہ عمر بھر!

دھکار ہے مجھے کہ حاصل کئے ہوئے سُکھ اور اولاد کو لات مار دی ۔ تقدیر کی چوسر پر اقبال اور شہرت کی بازی ہار دی۔ اُس خودداری کے غرور غیرت کے اعزاز ۔ راحت کے سرچشمہ پیاری بیوی کو بے گناہ جلا وطن کر دیا۔ موتی تھا مگر آنسوؤں کی طرح خاک میں گرا دیا جس کے گربھ سے پیدا ہونے کے لئے میں خود بیٹھا تھا۔ اس کو ہمیشہ کے لئے ذلیل کر دیا۔ بے حرمتی، بے آبروئی اور پامالی کے سُپرد کر دیا۔ وہ کسان جو کسی زمین میں بیج بوئے اور پھل آئے پر اس کو چھوڑ دے سخت بدنصیب ہے ۔ پرلے درجے کا بے غیرت ہے ۔جس کی اولاد نہیں۔ اس کا کچھ بھی نہیں ۔جس گھر کی دیواریں مسمار ہو گئی ہوں ۔ اُس گھر سے بیابان اچھا۔ اس کشتی سے پانی کی سطح ہی اچھی ہے۔جس کے پیندے میں شگاف ہو۔ شکنتلا کے تیاگ سے میں نے اپنی تباہی کو اور بھی مکمل، اپنی ذلت کو اور بھی مرصّع، اپنے خاندان کو اور بھی بدنام کر دیا۔

۵

کیا ہے صاف رستہ میں نے خود اپنی تباہی کا
بنا ہوں دشمن پراپے میں دھبّہ روسیاہی کا

ماتلی :- راج اندر کی جے ہو۔

دشینت :- چر جیو رہو۔ کہو کیسے آنا ہوا؟

ماتلی :- شہریان۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر نے بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ کال نیمی کے خاندان میں دانوؤں کا ایک ایسا گن پیدا ہوا ہے جس کا جیتنا محال ہے۔ اِس لئے آپ کی مدد درکار ہے۔ آپ کے جواب کا انتظار ہے۔

دشینت :- یہ تو میں نارد سے بھی سُن چکا ہوں۔ لیکن جس دشمن کو اندر جیسے جرّار کی تلوار سر نہ کر سکی۔ اس کو مارنا کوئی آسان کام نہیں۔

ماتلی :- لیکن جس طرح رات کا اندھیرا سُورج نہیں مٹا سکتا۔ چاند اس کو آسانی سے دُور کر سکتا ہے۔ اِسی طرح دیو اندر کو آپ کی طاقت کا پورا بھروسہ ہے۔ چلئے رتھ تیار ہے۔

دشینت :- دیو اندر کی آگیا کو پالن کرنا میرا فرض ہے۔ ہاں البتہ میں اِس قدر افزائی کے قابل نہیں تھا۔

ماتلی :- دیو اِندر آپ کو اور آپ کی تلوار جوہر دار کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔

وہاں پر بھی ہے گنتی آپ کی پانچوں سواروں میں
چُنا ہے آپ کو اِس واسطے لاکھوں ہزاروں میں

دشینت :- اندر نے آگے بھی دیوتاؤں کی سبھا میں مجھے اپنی آدھی گدی پر بٹھایا۔

ماتلی :- کیوں نہ ہو۔ دیولوک سے دانوؤں کے بچھائے ہوئے کانٹے دُور کئے۔ کس نے؟ نرسینہ اوتار نے یا آپ کی تلوار نے۔

دشینت :- تیار ہو جیے۔

ٹرانسفر

(اندر کے رتھ کا دکھائی دینا دونوں کا سوار ہونا۔ رتھ کا ہوا میں اڑنا)

ڈراپ

ایکٹ تیسرا پردہ پہلا

آکاش مارگ

(دشینت و ماتلی کا آنا)

دشینت :- کہو سارتھی یہ کس کا آشرم ہے ؟

ماتلی :- پورب پچھم کے سمندروں کے بیچوں بیچ پہاڑ سے نکلتی سنہری دھار جو شام کے وقت بادلوں میں شفق بن کر لہراتی ہے۔ یہی کنیزدں کا ہیم کوٹ پربت ہے۔ تپسیا کا چھیتر ہے۔

دشینت :- اور یہ سامنے ؟

ماتلی :- کشیپ کا آشرم۔
دشینت :- آہا نمسکار۔

(سین کا ٹرانسفر ہونا۔ تپوبن کا دکھاؤ)

نمسکار۔ سورگ سے زیادہ خوبصورت اور پُربہار مقام۔
ماتلی :- یہ رشی مہاتماؤں کا تپوبن ہے۔ آپ یہاں تشریف رکھیئے میں دیوا اندر کو آپ کے آنے کی خبر کر آؤں۔

(جانا)

دشینت :- آہا۔ کیسا دلکش نظارہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کسی منور ہستی کی روشنی سے زمین و آسمان جگمگا اُٹھے۔ نورِ حُسن نے تہ و بالا کو روشن کر دیا۔ اس کی مرصع نفاست دلربا شگفتگی۔ سرور انگیز ملاحت، کس کی تعریف کروں، لیکن ایسے دلفریب منظر کو دیکھ کر میرے بدن میں زہر سا کیوں جھٹک رہا ہے۔ یہ ایسی معمولی جگہ نہیں جہاں میں اکیلا سیر کروں۔ شکنتلا۔ پیاری شکنتلا۔ تیری یاد دل کے اندر چٹکیاں لے رہی ہے۔

۵

اب اُٹھائیے دل کہاں پیاری تمہارے ناز کو
پھر ترستی ہیں میری آنکھیں ترے انداز کو
کر دیا سوراخ جس نے دل جگر کو چھید کر
ڈھونڈتا ہے دل اسی پھر تیر بے آواز کو

(گانا)

عبث دست جنوں ہے مبتلا سودائے ساماں میں
کفن کو بھی نہیں ہے تار باقی اب گریباں میں
طرارے بھر رہی ہیں حسرتیں آوارہ گردوں کی
بیاباں ہے مرے دل میں مرا دل ہے بیاباں میں
کشش کا لطف کاوش کا مزہ پایا کہ رہتا ہے
ترا پیکاں مرے دل میں مرا دل تیرے پیکاں میں
پڑا ہی تیر مارا آنکھ اٹھا کر مجھ کو کیا دیکھا
یہ کچھ منت ہے منت میں یہ کچھ احساں ہے احساں میں
کلیجہ، دل، جگر جلتے ہیں اس فرقت کی بھٹی میں
رواں دریائے بے پایاں ہے میری چشم گریاں میں
سیئے جاتے ہیں اور پھٹتے ہیں لاکھوں بار اک دن میں
گنے جاتے ہیں ٹانکے کب لگے جو میرے داماں میں
غضب ہے آگ جلتی ہے مگر یہ دل نہیں جلتا
نکلتے ہیں کچھ ایسے سرد شعلے آہ سوزاں میں

ایکٹ تیسرا سین دوسرا

تپوبن کا ایک آشرم

{چند ایک بچوں کا داخل ہونا۔ ایک لڑکا شیر کے بچے کو باندھے ہوئے لاتا ہے۔}

گانا

کھیلیں گے ہم تو شیر سے۔ دلبر سے
پکڑیں گے شیر ببر۔ باندھیں گے اس کو گھر پر۔
سر اڑائیں اس کے ساتھی کا۔ سینہ توڑیں گے ہاتھی کا۔
شیروں کے ہم استاد ہیں۔
دیروں کی ہم اولاد ہیں۔
ہم ہر طرح آزاد ہیں
دشمن کو ہم پکڑیں گے۔ تیروں سے ہم جھگڑیں گے۔
اور بن ٹھن کر اکڑیں گے۔
آؤ دانت اس کے توڑیں
دونوں آنکھوں کو پھوڑیں۔
زندہ اس کو نہ چھوڑیں۔
کھیلیں گے ہم تو۔۔۔۔۔۔۔۔

آواز:۔ اے بچے۔ کیا تو اپنی بان نہیں چھوڑے گا۔ شرارت سے باز نہیں آئے گا۔

دشینتا:۔ یہاں شرارت کا کیا کام۔ یہ تاڑنا کس کو ہو رہی ہے

(دو چار تپسونیوں کا آنا)

پہلی:۔ (لڑکے کو روک کر) ہیں۔ تو نہیں مانے گا۔

دشینتا:۔ (درپردہ) یہ کس کا دلاور بچہ ہے جس کو تپسونی روک رہی ہے۔

لڑکا :۔ ارے شیر کے بچے۔ اپنا منہ کھول۔ ذرا تیرے دانت تو گن لوں۔
پہلی :۔ انیائی لڑکے۔ تو ان درندوں کو کیوں ستاتا ہے۔ تیرا اتنا بڑا حوصلہ ہے۔ جب ہی تو رشیوں نے تیرا نام بھی سر دمن رکھا ہے
دشینت :۔ کیا وجہ ہے۔ کہ میرا پریم اس لڑکے سے بڑھ رہا ہے کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ میں بے اولاد ہوں۔

سو

کیسا پیارا ہے خوبصورت ہے
پریم کی ساکھشات مورت ہے

دوسری :۔ بچے اس کو نہیں چھوڑ دیگا۔ تو دیکھ یہ شیرنی تجھ پر دوڑ پڑے گی۔
سردمن :۔ میں اس شیرنی سے تھوڑا ہی ڈرتا ہوں۔

سو

سخت پتھر کی طرح ہو تو بھی اس کو چاب لوں
ایسے ایسوں کو تو میں اپنی بغل میں داب لوں

دشینت :۔ ایسا دلاور اور شہ زور لڑکا۔ سچی حمیت اور شجاعت کا جوہر اسی کا نام ہے۔ واقعی یہ بچہ بڑا ہو کر دنیا میں نام و نمود پیدا کرے گا۔
پہلی :۔ اچھا تو اسے چھوڑ دے۔ میں تجھے دوسرا کھلونہ دیتی ہوں۔
سردمن :۔ کہاں ہے کھلونہ ؟
دشینت :۔ (در پردہ) اس لڑکے کے لکشن تو چکرورتی کے سے ہیں

بہلی:۔ جا۔ سدھرمنی۔ یہ نہیں مانے گا۔ اس کو کھلونہ لادے۔

(دوسری تپسونی کا جانا)

سروَدمن:۔ جب تک کھلونہ نہیں لائے گی۔ میں اسی شیر کے بچے سے کھیلوں گا۔

دشنیت:۔ (درپردہ) محبت کا احساس اسی کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے۔ دل پریم کا تحفہ لے کر اس بچے کو نذر کرنا چاہتا ہے۔ جی چاہتا ہے۔ کہ اس پیارے بچے کو اپنی گود میں بٹھا لوں۔ کلیجے سے لگا لوں آنکھیں چوم لوں۔ کاش یہ میرا بیٹا ہوتا۔

۵

یہ لال بے بہا لیکن کہاں ہے میری قسمت میں
یہ محرومی رہے گی داغ بن کر میری عزت میں

بہلی:۔ تو نہیں مانے گا۔ (چلا کر) کوئی رشی کمار موجود ہے (دشنیت سے) ہے مہاتمن۔ اس کے پنجے سے اس بیچارے شیر کے بچے کو چھڑا دو یہ تو کھیل کود میں ہی اس کی ہڈی پسلی توڑ دے گا۔

دشنیت:۔ (سروَدمن سے) بیٹا۔ دیکھو۔ آشرم کے باسی تو جانوروں کو پالتے ہیں۔ تم تو الٹی چال چلتے ہو۔ لڑکپن میں ہی بزرگوں کی ریت کے خلاف چل رہے ہو۔ یہ بات رشی کماروں کو زیبا نہیں۔ کسی جاندار کو ستانا اچھا نہیں۔

بہلی:۔ (دشنیت سے) ہے مہاتمن۔ یہ رشی کمار نہیں۔

دشنیت:۔ تپوبن کا پاس دیکھ کر میں نے اس کو رشی کمار جانا۔ نہیں تو اس کے کام چھتری پتروں کی طرح ہیں (لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر)

تمہیں دیکھ کر جب میرا دل ہی قابو میں نہیں رہا۔ تو پھر اُس خوش نصیب کی قسمت کا کیا کہنا۔ جس کے ہاں تم نے جنم لیا۔

سے

ایسی دولت سے نہ کیوں ماں باپ مالا مال ہوں
کیوں نہ تر جائے وہ کُل جس کُل میں ایسے لال ہوں
اندھیرا کیوں وہاں آئے چراغ ایسا ہو جس گھر میں
بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ ہو تم جس کے مقدر میں

تیسری :۔ ایک اور بات بھی دیکھی۔

پہلی :۔ وہ کیا؟

تیسری :۔ اس راج رشی اور لڑکے کی صورت بہت ملتی جلتی ہے۔ ان کو جانے بغیر ہی ان کا کہنا بھی مان لیا۔

دشینت :۔ یہ رشی کُل سے نہیں۔ تو کس خاندان کا چراغ ہے۔

تیسری :۔ پورو ونش۔

دشینت :۔ (در پردہ) پورو ونش کا لال۔ لیکن یہاں تو آدمی بل سے نہیں بلکہ تپ سے آسکتا ہے۔

تیسری :۔ اس کی ماں مینکا نام اپسرا کی بیٹی ہے۔ اُسی کے پرتاپ اور اقبال سے اس لڑکے کا جنم دیوی پتر کے اس تپوبن میں ہوا تھا

دشینت :۔ (در پردہ) اس بات میں تو اُمید کی سنہری جھلک نظر آتی ہے۔ آہا۔ آج مجھے معلوم ہوا۔ کہ عورت کی محبت کینہ اور رنجش سے کتنی بے لوث ہوتی ہے۔ وہ اس دامن میں بھی منہ چھپانے سے گریز نہیں کرتی۔ جو اس کی حسرتوں کے خون سے آلودہ ہو رہا ہو۔

اس کی ماں کس راج رشی کی بیٹی ہے؟

پہلی:۔ جس بے غیرت انسان نے اپنی بیاہتا بیوی کو چھوڑ دیا اُس کا نام کون لے گا۔ ایسے آدمی کا نام لینا یا اُس کی صورت دیکھنا پاپ ہے۔

دشینت:۔ (خود سے) یہ بات تو مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ اس کی ماں کا نام تو پوچھ دیکھوں۔ پرائی عورت کا نام پوچھنا بھی تو غیر مناسب ہے۔

(دوسری تپسونی کا کھلونا لے کر آنا)

دوسری:۔ لے بیٹا۔ یہ کھلونا تیری ماتا شکنتلا نے تجھے بھیجا ہے۔

دشینت:۔ (در پردہ) شکنتلا۔ اس نام سے تو سوکھی ہوئی اُمید کی کھیتی پر مینہ کی بوندیں پڑ گئیں۔ تن مردہ میں جان سی آ گئی۔ لیکن ایک نام کے بہت سے آدمی ہوا کرتے ہیں۔ کہیں یہ مجھے دُکھ دینے کو مرگ ترشنا والی بات نہ ہو۔ خواب نہ ہو۔ آنکھ کھلنے پر کچھ بھی نہ ملے۔

دوسری:۔ اس کے بازو سے رکھشا بندھن کہاں گیا۔

دشینت:۔ گھبراؤ مت۔ جب یہ شیر کے بچے سے کھیل رہا تھا کھیل کود میں رکھشا بندھن گر گیا۔ دیکھو وہ پڑا ہے۔

(اُٹھاتا ہے)

پہلی:۔ ارے اس کو مت اُٹھانا۔

دشینت:۔ تم نے مجھے اُٹھانے سے کیوں روکا؟

دوسری:۔ مہاراج۔ اس رکھشا بندھن کا نام اپراجیت ہے جس وقت اس لڑکے کا جاتی کرم ہوا۔ اُس وقت مہا تما کشیپ نے دیکر

کہا تھا۔ کہ اس میں یہ گن ہے۔ کہ اگر یہ زمین پر گر پڑے تو لڑکے کے ماں باپ کے سوا دوسرا اس کو ہاتھ نہ لگائے۔

دشینت:۔ دوسرا ہاتھ لگالے تو؟

پہلی:۔ تو یہ سانپ بن کر ڈس لیتا ہے۔

دشینت:۔ کبھی ایسا واقعہ ہوا؟

پہلی:۔ کئی بار

دشینت:۔ اب میری مراد برآئی۔ اب مجھے خوشی کرنا چاہیئے۔ مسرت کا مقام ہے۔ کہ کھویا ہوا رتن ملجانے کی پوری اُمید بندھ گئی۔ (لڑکے کو گود میں اٹھاتا ہے) لیکن کس برتے پر میں پیاری کے سامنے جاؤں گا ان کانوں سے کیونکر وہ محبت کی باتیں سنوں گا۔ جو میرے لئے طعنوں سے بھی زیادہ تلخ ہوں گی۔ ان آنکھوں سے کیسے وہ محبت کی نگاہیں دیکھوں گا۔ جو نگاہِ قہر سے بھی زیادہ دلسوز ہوں گی۔ جب اس گردن میں محبت کے یہ ہاتھ پڑیں گے۔ تو زنجیر سے بھی زیادہ گرانبار ہوں گے۔ وہ پیاری میری طرف دیکھے گی۔ اور میں شرم سے ڈوب مرنے کا راستہ ڈھونڈوں گا۔ وہ اپنا قصور پوچھے گی۔ اور میں خاموش کھڑا وہیں دھرتی میں گڑ جاؤں گا۔

دوسری:۔ آؤ سُورتا۔ یہ آنند اور خوشی کی خبر شکنتلا کو بھی سنائیں وہ بھی مدت سے فرقت کی بھٹی میں جل رہی ہے۔

۹

جڑوں کو سینچے سے جان اس بوٹے میں آجائے
خوشی کی یہ خبر مردہ وہ شاید سن کے جی جائے

دشینت اور سرودمن کا رہنا اور
دونوں تپسویوں کا جانا

سرودمن:۔ (دشینت سے) اجی مجھے چھوڑ دو۔ میں اپنی ماں کے پاس جاؤں گا۔

دشینت:۔ بیٹا۔ اب تو میرے ساتھ چل کر اپنی ماتا کا کلیجہ ٹھنڈا کرنا۔ اور باپ کی آنکھوں کو سکھ دینا۔

سرودمن:۔ اجی جاؤ۔ میرے باپ تم نہیں۔

دشینت:۔ تو پھر؟

سرودمن:۔ میرے باپ تو راجہ دشینت ہیں۔

دشینت:۔ آہا۔ جب تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ بس اب پیاری سے ضرور ہی ملاقات ہوگی۔ ہاں لیکن میں پرلے درجے کا خود غرض، حریص، سفلہ، تن پرور، اس دیوی کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ میں واقعی بے وفائی کی زندہ روایت ہوں۔ بے حیائی کی روشن شہادت ہوں۔ لیکن نہیں شکنتلا مجھے ضرور معاف کرے گی۔ میرے ساتھ ضرور انصاف کرے گی۔

(شکنتلا کا داخل ہونا)

شکنتلا:۔ (در پردہ) مجھے تو اپنی قسمت کا بھروسہ نہیں۔ ماتھے کی لکیریں مٹائے سے نہیں مٹ سکتیں۔ سرودمن کے تعویذ کا واقعہ تو یقین دلاتا ہے۔ کہ پریتم سے ملاپ ہوگا۔ مگر یہ کھوٹی قسمت کیسے کھری ہوجائے گی۔ ہاں۔ شاید سانومتی کا کہنا سچا ہو۔

دشینت:۔ کون شکنتلا۔ پیاری شکنتلا۔ مگر یہ کیا۔ ہاتھوں میں

گھنٹے پڑ گئے۔ دھوپ سے گلِ عارض مُرجھا گئے۔ گلاب سا جسم سوکھ گیا۔ دل میں اب وُہ خود پرستی اور غرور کی حکومت نہیں۔ بلکہ پریم کا راج ہے۔ وہ پریم جس سے تلخیوں میں شیرینی آجاتی ہے۔ اور کانٹے پھول بن جاتے ہیں۔ جہاں آنسو کی جگہ امرت کی بارش ہوتی ہے۔ آہ و فغاں کی جگہ آنند کے راگ نکلتے ہیں۔ جہاں کے پتھر۔ دل سے زیادہ نرم ہیں۔ جہاں کی لو خوشگوار نسیم سے زیادہ روح پرور ہے۔

شکنتلا:۔ کیا میں یہ خواب دیکھ رہی ہوں؟

دشینت:۔ خواب نہیں۔ بلکہ عالم خیال ہے۔ اور اسی عالمِ خیال میں تیرا یہ قصوروار ہاتھ باندھے تجھ سے معافی مانگ رہا ہے۔

ہے مری اچھے بُرے کی منصفی سرکار میں
جس طرح چاہے سزا دو ہوں کھڑا دربار میں

(چرنوں پر گرنا)

شکنتلا:۔ پران ناتھ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ سوامی اور داسی کے چرن پر۔ رام رام۔ مجھے کیوں اپرادھنی بناتے ہو۔ دیکھو۔ تمہارے ایسا کرنے پر میرا سارا تپ نشٹ ہو جائے گا۔ اس میں تمہارا قصور نہ تھا۔ بلکہ وہ مجھ بدقسمت کی تقدیر تھی۔ جو سو رہی تھی۔ گردشِ ایام میری بربادی کے درپے ہو رہی تھی۔

پوچھتی ہوں میں تمہیں تو اشٹ اپنا مان کر
دو مجھے چرنوں کی سیوا اپنی داسی جان کر

دشینت :۔ شکنتلا ۔ تو نے مجھے جیت لیا۔ مجھے اپنا دیوانہ بنا دیا میں عہد کرتا ہوں ۔ کہ اپنے تصور اور غلطیوں کی تلافی کروں گا۔ تمہارے اشارے پر اپنی دولت ثروت، راج اور تاج سب کچھ نثار کردوں گا ۔ جتنا تجھے دُکھ دیا۔ اس سے چوگنی خوشی دکھاؤں گا۔

سو

پراسچت میں اب کروں گا اس طرح اس پاپ کا
ہوں گی دیوی آپ میری میں پجاری آپ کا

شکنتلا :۔ پران ناتھ (سروَدمن کی طرف اشارہ کرکے) تمہاری اس امانت کی مجھے زیادہ فکر تھی ۔ اپنی مصیبت کا مجھے ذرا خیال نہیں ۔ آپ کی امانت آپ کو دے کر آج میں خوش قسمت ہوئی ۔

دشینت :۔ پیاری ۔ مجھے بے حیا سے ۔ بے وفا سے جو قصور ہوا اس کی تلافی کرنے کے لئے بتاؤ۔ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو ۔

شکنتلا :۔ بس ۔ آپ مجھ پر خوش ہو گئے ۔ مجھے اپنا بنا لیا۔ اب کوئی ہوس باقی نہیں ۔ صرف آپ کی سیوا کی اجازت چاہتی ہوں ۔

سو

ہو گا پیاری مورتی کا اب میرے دل میں نواس
بن کے داسی میں رہوں گی آپ کے چرنوں کے پاس

دشینت :۔ اب میں دکھاؤں گا ۔ کہ میرے وہ تمام وعدے سچے دل سے تھے ۔ اور پورے ہو کر رہیں گے ۔ تمہارا تیاگ ہوئی تھی ۔ میرا قصور نہ تھا ۔ پیاری! میں بھونرے کی طرح تمہارے حسن پر منڈلاؤں گا ۔ پپیہے کی طرح تمہارے پریم کی رٹ لگاؤں گا ۔

اب دونوں محبت کی ناؤ پر بیٹھ کر دولت اور خوشی کی میٹھی ندی کی سیر کریں گے۔ الفت کے کنجوں میں بیٹھ کر پریم کے دور چلائیں گے۔ اور آنند کے راگ گائیں گے۔

گانا

جو بھی کر گذریں گے ہوں گی ہر طرح آزادیاں
ہر طرف آنند ہوگا اور ہوں گی شادیاں

(ماتلی کا آنا)

دشنیت:۔ ہے ماتلی۔ تمہارے وسیلے ہی مجھے آج یہ مبارک دن دیکھنا نصیب ہوا۔ ہاں۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ کیا راجہ اندر بھی اس واقعہ کو جانتے ہیں۔

ماتلی:۔ راجن! دیوتاؤں سے کیا چھپا ہے۔ اب ان باتوں کا خیال دور کیجئے۔ چلئے۔ مہاتما کشیپ آپ کو درشن دیں گے۔

دشنیت:۔ ہاں مہاتماؤں کے درشن کے لئے ہمارا جی بھی تڑپتا ہے۔

ٹرانسفر

(کشیپ اور ادتی کا آسن پر بیٹھے ہوئے دکھائی دینا)

ماتلی:۔ رشیوں کے سرتاج مہاتما کشیپ کو نمسکار

کشیپ:۔ چرجیو رہو۔

دشنیت:۔ یہ آپ کا آگیاکاری بیٹا دشنیت بھی آپ کو پرنام

کرتا ہے۔

کشیپ:۔ جیتے رہو۔ اور پرتھوی کا پالن کرو۔

اوتی:۔ بیٹا۔ دشمنوں کا سر ہمیشہ نیچا رہے۔

شکنتلا:۔ آپ کی داسی شکنتلا پتر سمیت آپ کے چرنوں میں بندھنا کرتی ہے۔

کشیپ:۔ بیٹا۔ چرجیو رہو۔

۵

(دوہا)

بھرتا تیر دمات سم ست جینت اُپمان
اور کیا ور دوں تجھے تو ہو پشچی[1] سمان

اوتی:۔ تو پتی کی پیاری ہو۔ تیرا بیٹا چرکال تک تجھے سکھ دے۔ پورو ونش کا چراغ ہو۔ اس کو دیکھ کر ماں باپ کا دل باغ باغ ہو۔

دشینت:۔ آپ کا بڑا احسان مانتا ہوں۔ ہے بھگوان۔ آپ کی داسی شکنتلا کا بیاہ گندھرب ریتی سے میرے ساتھ بن میں ہوا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد رشی کنو کے چیلے اس کو رنواس میں داخل کرنے کے لئے میرے پاس لائے۔ اس وقت دماغ کچھ ایسا چکر میں آیا۔ کہ میں بابیتا بیوی کو نہ پہچان سکا۔ اس انمول گوہر کی قدر نہ جان سکا۔ اور تیاگ کر میں گناہگار ہوا۔ پھر انگوٹھی دیکھ کر یاد آیا۔ کہ میں نے رشی کنو کی بیٹی کو اپنی پتنی بنایا۔ اس قصور کے لئے جتنی سزا ابھی مجھے دی جائے۔ تھوڑی ہے۔

کشیپ:۔ بیٹا۔ مینکا اس لڑکی کو اوتی کے پاس لائی۔ اور

---

[1] اندرانی۔

ساری داستان سُنائی - تب میں نے تپو بل سے جانا - کہ دُرباسا کے شراپ نے یہ گل کھلایا - اس لئے تم بے قصور ہو -

دشینت:- جب تو بھگون - میں دھرم پتنی پری تیاگ کے پاپ سے بچ گیا -

شکنتلا:- شکر ہے - پر ماتما کا شکر ہے - کہ میرے پتی نے مجھے جان بوجھ کر نہیں تیاگا -

کشیپ:- بے پتری - اپنے سوامی کا قصور مت جانو - میرے آشیرواد سے تمہارا بیٹا - تم آکاش مارگ سے جاؤ - اور رشی کنو کو بھی خوشخبری سُناؤ کہ درباسا کا شراپ مٹ جانے پر دشینت نے پتر و تی شکنتلا کو پہچان کر انگیکار کر لیا -

چیلا:- جیسی آپ کی آگیا -

ٹرانسفر

(رشی کنو اور تپسونیوں کا دکھلائی دینا - سب کا مل کر منگل گائن کرنا)

(گانا)

آیا خوشی کا زمانہ
سب دُور ہو گئے ایام غمی کے - آیا
مٹا دُکھ کا اندھکار - ہر طرف ہے پرکاش
ہوا مصیبتوں کا ناش
ہو آنند کا گانا - آیا خوشی کا زمانہ

دشمن کا منہ ہو کالا۔ مِترو ں کا بول بالا
ہر طرف ہو منگل میے اُجالا
بھُولے سماں پُرانا۔ آیا خوشی کا زمانہ
(سب کا آکاش کی طرف ہاتھ اُٹھا کر پرارتھنا کرنا)
ٹیبلو

ڈراپ

ہماری مطبوعات ایک نظر میں

ہمارے نامی گرامی مصنف ہی ہماری کتابوں کے اعلیٰ ہونے کا ثبوت ہیں۔

مطبوعات منشی پریم چند

لو ایک قصہ سنو "والد" شیر محمد اختر

کربلا ڈرامہ مجلد

غبن ناول ۔۔

ٹیگور تراجم

پردۂ مجاز ۔۔

ٹیگور کے ڈرامے (۵ ڈرامے)

روٹھی رانی ۔۔

میرا لڑکپن

فطرت نگار سدرشن

سولہ سنگار افسانے مجلد

خوش انجام ناول ۔۔

قدرت کے کھیل ۔۔

کونٹ ٹالسٹائی !

راجہ پرجا سیاست مجلد

عورت مرد کے تعلقات

ہمارے زمانے کی غلامی سیاسیات مجلد ۱۲ ار

سرگزشت ٹالسٹائی

حضرت الطاف مشہدی

تازیانے (مرتبہ افسانے)

بابو شوبرت لال ورمن

میراں بائی ۱۰ ار

کلام

پریت کے گیت × مجموعہ کلام

سائیں کے سو خیال

ذکر

روحانی اشارے

ملنے کا پتہ :- لاجپت رائے اینڈ سنز تاجران کتب اردو بازار دہلی